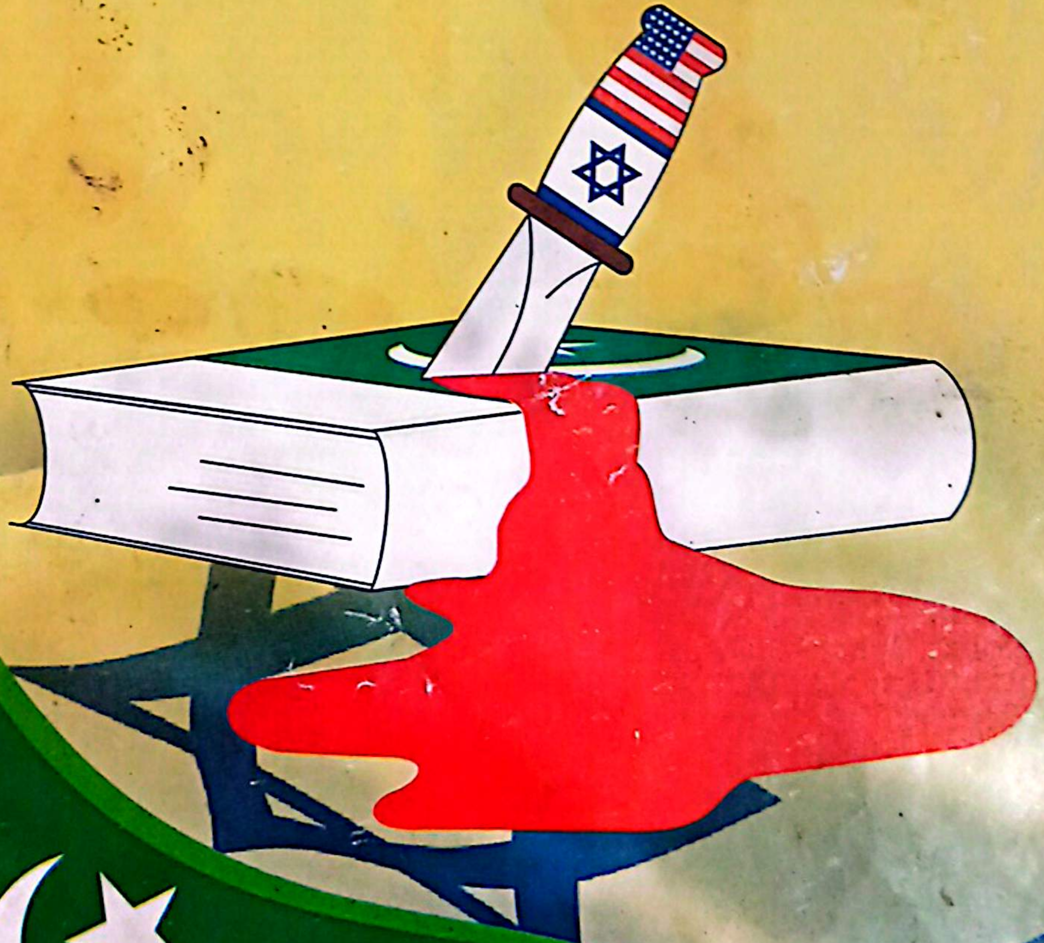



دورِ حاضر کے عظیم فتنوں کا اولین انکشاف

یہود و نصاریٰ کی نصابِ تعلیم میں زہریلی سازش



دورِ حاضر کے عظیم فتنوں کا اولین انکشاف

یہود و نصاریٰ کی

نصابِ تعلیم میں زہریلی سازش

فہرست

عنوان	صفحہ

حدیث فیدیانِ بدر: 69

پیش لفظ

اے ایمان والو غیروں (کافروں، منافقوں) کو بھیدی نہ بناؤ، وہ تمہارے فساد میں کوتاہی نہیں کریں گے، وہ تمہارا مصیبت میں رہنا پسند کرتے ہیں، بغض ان کے منہ سے ظاہر ہو چکا ہے اور جو ان کے سینوں میں چھپا ہے وہ اس سے بھی کہیں بڑا ہے، ہم نے تمہیں اپنی آیات کھول کر بیان فرمادی ہیں اگر تم عقل والے ہو۔

(پارہ:۴، سورۂ آل عمران، آیت:۱۱۸)

اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب کے کسی گروہ کی بات مانو گے تمہیں ایمان کے بعد واپس کافر کردیں گے۔

(پارہ:۴، سورۂ آل عمران، آیت:۱۰۰)

کامل مومنوں کیلیۓ تو یہود ونصاریٰ کی اسلام اور انسان دشمن تعلیم سے ہر صورت پرہیز کیلیۓ مذکورہ بالا نورانی دوستی بھرے قرآنی بیان بالکل کافی تھے، ہیں اور رہیں گے، مگر منافقوں کی آنکھوں پر کفار پرستی کی وجہ سے جو پٹی چڑھی ہوئی ہے، اس نے منافقوں کو تو اندھا کر ہی رکھا ہے کہ انہیں ایسے نورانی بیانات نظر ہی نہیں آتے۔ انہیں منافقوں کی طرف سے نام نہاد ترقی، شعور اور علم کے شور وغوغا نے ان کے ساتھ ناقص مومنوں کو بھی کافی گمراہ کردیا ہے، لہٰذا اس کتابچہ میں مومنوں کو بچانے کیلیۓ انگریزی تعلیم کی امت مسلمہ کو دینی، دنیاوی لحاظ سے تباہ کرنے کی سازش کو خود تعلیم کے پیش کنندہ انگریزوں کے بیانات کی روشنی میں کھولا گیا ہے، تاکہ مسلمان ان کے اقراری

بیانات کو پڑھ کر ان کی منافقانہ چالوں کے چکر میں نہ پھنسیں اور دیکھیں کہ دشمنی اور بغض کس طرح ان کے منہ سے نکل چکا ہے اگرچہ آج پوری دنیا کے انسانی معاشرے کی تباہی کو آنکھوں سے دیکھنے کے بعد ان باتوں کی ضرورت نہیں رہتی۔

فقط والسلام

خود سر سیّد کا اعترافی بیان

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اس مضمون کو شروع کرنے سے پہلے ہندوستانی لارڈ میکالے پیر نیچر سر سید خان کا اعترافی بیان درج کیا ہے. جس سے سکولی تعلیم کا نتیجہ اور اس سے سابقین مسلمانوں کی نفرت معلوم ہو جائے گی! چنانچہ ملاحظہ ہو۔

(۱) ''اب تو گویا بالاتفاق تمام مسلمان اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ انگریزی پڑھنے اور علوم جدیدہ کے سیکھنے سے مسلمان اپنے عقائد مذہبی میں ست ہو جاتے ہیں بلکہ ان کو لغو سمجھنے لگتے ہیں اور لامذہب ہو جاتے ہیں اور اسی سبب سے مسلمان اپنے لڑکوں کو انگریزی پڑھانا نہیں چاہتے۔ مسلمانوں پر کیا موقوف ہے، انگریز بھی ایسا ہی خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب میں، جو حال میں انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کی نسبت لکھی ہے، یہ فقرہ مندرج فرمایا ہے:

''کوئی نوجوان، خواہ ہندو و خواہ مسلمان، ایسا نہیں ہے جو ہمارے انگریزی مدرسوں میں تعلیم پائے اور اپنے بزرگوں کے مذہب سے بد اعتقاد ہونا نہ سیکھے۔ ایشیا کے شاداب اور تروتازہ مذہب جب مغربی (یعنی انگریزی) علوم کی سچائی کے قریب آتے ہیں، جو مثل برف کے ہے تو سوکھ کر لکڑی ہو جاتے ہیں۔'' (آمنا وصدقنا، یہ قول ڈاکٹر ہنٹر صاحب کا

بالکل سچ اور بتمامہ سچ ہے)

(سر سید احمد خان علی گڑھی، تہذیب الاخلاق جلد دوم، بحوالہ نقش سر سید، ص:۳۲)

شیطان کی صفت

(۲) تعجب یہ ہے کہ جو تعلیم پاتے جاتے ہیں اور جن سے قوم کی بھلائی کی امید تھی وہ خود شیطان اور بدترین قوم ہوتے جاتے ہیں۔ جس کو نہایت سعادت مند سمجھو اخیر وہ شیطان معلوم ہوتا ہے۔ (خطوط سر سید، ۱۴۱، افکار سر سید: ۲۱۷)

(۳) یونیورسٹی کی تعلیم ہم کو صرف خچر بناتی ہے۔

(خطبات سر سید، جلد:۲، ص:۲۷۶، خود نوشت افکار سر سید، ص:۲۱۲)

(۴) مگر اس کے ساتھ یہ بھی تصور کرنا چاہئے کہ پیٹ ایسی چیز ہے کہ دین رہے یا جاوے، خدا ملے یا نہ ملے اس کو بھرنا چاہئے۔ (مقالات سر سید، حصہ پنجم، ص:۸۴)

اس سلسلہ میں ہماری اولاً گزارش یہ ہے کہ تعلیم و زبان میں فرق ہے! وہ یہ کہ کسی قوم کی تعلیم اس کے مخصوص فکر و عمل و نظریہ و کردار کا نام ہے جبکہ زبان کوئی بھی ہو تعلیم کا ذریعہ و وسیلہ ہوتی ہے۔ مثلاً عربی زبان اسلامی تعلیم نہیں بلکہ اس کا ایک اولین ذریعہ ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کے نزول سے قبل بھی عربی زبان کا وجود تھا یوں سمجھئے کہ زبان بمنزلہ برتن اور تعلیم اس میں سمانے والی چیز کے بمنزلہ ہے۔ برتن میں دودھ بھی ڈال سکتے ہیں، شراب و پیشاب بھی۔

لہٰذا انگریزی تعلیم کے پیشاب کا اولین برتن و ذریعہ انگریزی زبان بنی ہے اس کے بعد باقی زبانوں کو بطور برتن کے اس پیشاب کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔

مثال کے طور پر پنجاب سکولوں کی آئینہ عمرانیات برائے جماعت گیارہویں خالد بک ڈپو لاہور، ص:۱۸۷ پر یہ سوال و جواب ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: معاشرتی تبدیلی کی راہ میں رکاوٹ بننے والے کون کونسے عناصر ہیں۔

وضاحت کیجئے؟

جواب: معاشرتی تبدیلی میں رکاوٹ بننے والے عناصر:

مذہب

اسلام ایک ترقی پذیر مذہب ہے اس نے ہمیں ایسا واحد حل دیا ہے جس کو ہم اب بھی استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً آزادی نسواں وغیرہ پر اسلام پابندی لگاتا ہے لیکن آج کل یہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ پھر پردہ ہے اگر ہم یہ جانتے ہیں کہ عورتوں کو بھی مردوں کے ساتھ چلنا ہے تو پھر معاشی تبدیلی میں رکاوٹ ''پردہ'' ہے اور سود کو قرآن پاک منع کرتا ہے لیکن آج کل کوئی بھی معیشت سود کے بغیر نہیں چلتی۔ چنانچہ یہ بھی رکاوٹ ہے۔

ہندوؤں، سکھوں، مرزائیوں، نیچریوں وغیرہم کی تعلیم وہی ہوگی جو ان کا عقیدہ اور عمل کی ذمہ دار اور حاصل ہوگی۔

وهو ظاهر لا يخفى الا على الجهلة الاغبياء على هٰذا القياس

انگریزی تعلیم اس ملعون قوم کے مخصوص کافرانہ ملحدانہ وحشیانہ فکر و عمل کا نام ہے اور انگریزی زبان کا اس کا پہلا وسیلہ و ذریعہ ہے۔

رہا یہ سوال کہ ان کی تہذیب جس کو ہم مخصوص فکر و عمل کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ یہ ان کی تہذیب ہے تو اس کیلئے جواباً خلاصۃً عرض ہے کہ جس کی وہ دوسروں کو دعوت دیتے ہیں جس کا واویلا کرتے ہیں جس پر سرمایہ خرچ کرتے ہیں وہی ان کی تہذیب ہے مثلاً ڈاکٹری طریقۂ علاج جس میں سراسر ظلم[1] و بے حیائی

---

[1] ظلم بایں وجہ کہ مسلمانوں کی لاوارث لاشیں ان ظالموں کی تختۂ مشق بنتی ہیں اور ان کے ہر ظلم و ستم کا شکار ہوتی ہیں خواہ مرد ہو یا عورت جبکہ حدیث شریف میں مُردہ کو نہلانے میں بھی نرمی برتنے کا ارشاد ہے، پھر ان لاشوں کو چیرنے پھاڑنے کے بعد دفناتے تک نہیں (جبکہ حدیث پاک میں واضح آچکا ہے کہ مُردہ کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا ہے) اندازہ لگائیں مُردوں کے ساتھ یہ سلوک جو انتہائی (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہے نیز بے پردگی، فحاشی، زناکاری، جوابازی، شراب نوشی، حرام خوری، سود، عورتوں کی کمائی، عورتوں کی نام نہاد آزادی:

اقبال فرماتے ہیں۔

کہاں فرشتۂ تہذیب کی ضرورت ہے
نہیں زمانۂ حاضر کو اس میں دشواری
جہاں قمار نہیں، زن تنک لباس نہیں
جہاں حرام بتاتے ہیں شغل مے خواری
بدن میں گرچہ ہے اک روحِ ناشکیب و عمیق
طریقۂ اب وجد سے نہیں ہے بیزاری
جسور و زیرک و پُر دم ہے بچۂ بدوی
نہیں ہے فیض مکاتب کا چشمۂ جاری
نظر وران فرنگی کا ہے یہی فتویٰ
وہ سرزمیں مدنیت سے ہے ابھی عاری!

یعنی اس شعر میں اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ مجھے یورپ والوں کی شرافت پر کوئی شک نہیں۔ وہ اس خصوصیت کی بنا پر دنیا کی ہر مظلوم قوم کے خریدار اور ہمدرد بن جاتے ہیں لیکن جب ان پر قابو پالیتے ہیں تو یہی ''شریف لوگ'' مفتوحہ علاقوں میں شیطانی تہذیب پھیلا دیتے ہیں۔ یعنی اسے عیسائی پادریوں کا اعجاز سمجھیں کہ انہوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے) قابل رحم ہوتے ہیں، زندوں کے ساتھ ان کا سلوک کسی پر مخفی نہیں، اسی طریقہ علاج میں بے حیائی و بے غیرتی کا بیان ہے کہ ابتدا اسکولی تعلیم میں جو زناکاری کا عنصر لازمی طور پر موجود ہوتا ہے اس سے مکمل فیض یاب ہوتے ہیں۔

ثانیاً: مردوں کی شرمگاہوں سے کھیلتے ہیں، ثالثاً: شعبۂ نرسنگ کی نوعمر قحبات (رنڈیوں) سے کھیل کھیلتے رہتے ہیں، رابعاً: ان کی ادویہ پر دعوت زنا کی تصویر ضرور ہوتی ہے۔ معلوم نہیں مریض کو اس کے استعمال کی ضرورت ہوتی ہے بوتل کے اندر والی کی یا باہر والی کی؟

نے مستو حہ قوموں کے لوگوں کے خیالات کو بجلی کے چراغوں یعنی تہذیب جدید سے روشن کیا ہے اور ترقی کے بھیس میں عیسائیت بھی پھیلائی ہے اور لوگوں کے خیالات کو تبدیل کر کے تہذیب مغرب کا گردیدہ بھی بنایا ہے۔ فلسطین اور شام کے ملک پہلی جنگ عظیم سے پہلے سلطنت عثمانیہ کا حصہ تھے لیکن مغربی اقوام نے ترکوں کے خلاف مسلسل پراپیگنڈہ کر کے اور ان کو ظالم ثابت کر کے عربوں کو ترکوں سے آزاد ہونے کا مشورہ دیا لیکن جنگ عظیم میں ترکوں کی شکست کے بعد خود ان ملکوں پر قابض ہو گئے اس پس منظر میں علامہ کہتے ہیں کہ میرا دل شام اور فلسطین میں جو کچھ ہوا ہے اس پر جل رہا ہے یہ ایک ایسی مشکل گرہ ہے جو عقل کے ناخن سے نہیں کھولی جا سکتی۔ کیونکہ اس میں سراسر دھوکا اور فریب کا دخل ہے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس آخری شعر میں اہل مغرب کی زبان استعمال کرتے ہوئے کہا ہے کہ ترک تو عربوں پر ظلم کرنے والے تھے لیکن ہوا کیا۔ پہلی جنگ عظیم میں عرب ترکوں سے آزاد ہونے کیلئے ان کے خلاف اٹھ تو کھڑے ہوئے لیکن جب ترک شکست کھا گئے تو انگریزوں اور فرانسیسیوں نے شام اور فلسطین پر اور عربوں کے دوسرے ممالک پر قبضہ کر لیا اور یہ بیچارے عرب ترکوں کی حکمرانی سے نکل کر مغربی اقوام کی حکمرانی میں آ گئے اور انہوں نے اپنی حکمرانی کے بعد ان میں ایسی شیطان تہذیب پھیلائی کہ نہ وہ سیاسی طور پر آزاد رہ سکے اور نہ تہذیبی طور پر۔

اسی طرح انگریزی قوانین، جمہوریت، گانے باجے، انگریزی رہن سہن، وضع، قطع، پھر ان سب کو حقوق، شعور و ترقی سمجھنا، عالمی حکومت، جدید اسلام یعنی انگریزوں کا من پسند اسلام کہ جس میں کفر و برائی کے ساتھ موافقت و مصالحت ہو۔

جہاد کا نام و نشان نہ ہو اسلامی حکومت کی بجائے یہود و نصاریٰ کی حکومت ہو یا اسلامی قوانین کے ساتھ یہود و نصاریٰ کی سرپرستی قبول کی جائے یعنی فوجی غلام ہو جیسے سعودیہ حکومت کہ برطانیہ حکومت سے اس معاہدہ کے تحت حاصل کی گئی تھی کہ شہنشاہیت ہو گی مذہب وہابی ہو گا۔ اور فوجی تحفظ برطانیہ حکومت مہیا کرے گی جس کی

بنا پر آج تک سعودی وہابی حکومت و مذہب کا تحفظ یہود و نصاریٰ کر رہے ہیں اور حکومت سعودیہ نے آج تک اپنی فوج تیار کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی (یہ ہے وہابیوں کی حقانیت کا منہ بولتا ثبوت حکومت سعودیہ) اور یہ بھی روشن خیال اسلام لبرل ازم ماڈرن اور اعتدال پسند اسلام اور یہودی تہذیب کی شاخ ہے کہ ملاؤں کو انگلش پڑھا کر یورپ میں تبلیغ کیلئے بلایا جا رہا ہے تاکہ جاہل بے وقوف مسلمان اسی خوش فہمی میں مبتلا رہیں کہ یورپ میں اسلام بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ مبلغین یورپ کا تانتا بندھا ہوا ہے۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہاں باپ اپنی بیٹی کو زنا سے منع کرنے پر دو سال قید کی سزا پاتا ہے۔ گٹروں کا پانی فلٹر کر کے مساجد میں بھیجا جاتا ہے۔

یورپی نظام حکومت کو اس کی تمام تر خصوصیات کے ساتھ تسلیم کرنا پڑتا ہے تب کہیں نیشنلٹی حاصل ہوتی ہے یہاں تک کہ عورتوں کا عورتوں کے ساتھ اور مردوں کا مردوں کے ساتھ نکاح شادی کے جواز کے قانون کو تسلیم کرنا پڑتا ہے اور ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے واقعہ کے بعد تو نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ محمد اور احمد نام کو ویزا پر گوارا نہیں کیا جاتا۔ مساجد میں قرأت باقاعدہ ریکارڈ کی جاتی ہے۔ کہیں امام مسجد نے آیات جہاد اور مخالفت یہود و نصاریٰ کی آیات تو تلاوت نہیں کی۔ ورنہ سزا پائے گا۔ ضلع سیالکوٹ کے ہمارے ایک دوست کے تعلق دار امام نے فلسطین کے حق میں دعا کر دی۔

اسی لئے یورپ میں جانا حرام رہائش حرام وہاں سے ہجرت فرض (مزید شرعی تحقیق و تفصیل کیلئے ناچیز کا موضوع یورپ میں رہائش کی شرعی حیثیت سماعت فرمائیں) یورپ کو ہمارے ملکوں میں اسلام برداشت نہیں ہوتا وہاں گوارا ہونا کیسے ممکن ہے؟

غرضیکہ اتنی شدید سیاسی گرفت کے ہوتے ہوئے پھر ان حکومتوں کا ملاؤں کو تبلیغ اسلام کیلئے بلانا چہ معنی دارد یہی کہ اسی اسلام کو تسلیم کریں اور پھیلائیں جس کو انگریزوں

نے اعتدال پسند اور روشن خیال وغیرہ وغیرہ نام دے رکھے ہیں جس کو ماننے والا مسلمان مرتد منافق زندیق ملحد اباحی بدتر از کفار بنتا ہے۔

ان دین فروش زانی ملاؤں نام نہاد مبلغین یورپ کی بے حیائی اور منافقت پرستی کا کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ قلندر لاہوری نے ان جیسوں کے بارے میں کیا خوب کہا ہے۔

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیم بوذر و دلق اویس و چادرِ زہرا

لطیفہ

جہاں کوئی آدمی پیشاب کر رہا ہو تو کوئی باحیا آدمی اس کے قریب جانا پسند نہیں کرتا جہاں ملک ہی ننگوں کا ہو وہاں جانے والے پھر اپنے اہل وعیال سمیت کتنے بڑے بے غیرت اور بے حیا ہوں گے۔ غرضیکہ یہ سب کچھ تہذیب فرنگی شمار ہوتا ہے۔

ثانیاً گذارش ہے کہ یہ جاننا ضروری ہے کہ نظامِ تعلیم کیا چیز ہے۔

نظام تعلیم سے مراد مقصد، مقصد کا حامل نصاب اور مقصد کو ظاہر کرنے والا ماحول تینوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ ان تینوں کا صحیح ہونا یعنی..... شرعی ہونا ضروری ہے ورنہ تباہ کن نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

انگریزی نظام تعلیم

اور یہ اہل کلیسا کا نظامِ تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

انگریزی نظام تعلیم کے تین عناصر وارکان کی تحقیق۔

مقصد

لادین انگریزی تہذیب کے دلدادہ افراد تیار کرنا جو ایک تو شعوری یا غیر شعوری طور پر اسلام کے نام لیوا دشمن و مخالف ہوں دوسرا انگریزی حکومت کے چلانے کا

بھرپور طریقے سے کام دیں۔ یعنی منافقین انگریزی غلام "اس سازش کی کہانی انگریزوں کی اپنی زبانی سنیئے" نامی رسالہ میں ملاحظہ ہو۔

۱- چارلس گرانٹ

ڈائریکٹر ایسٹ انڈیا کمپنی، صدر بورڈ آف ڈائریکٹرز

ممبر برطانوی پارلیمنٹ کے ۱۸۱۳ء کے افکار جو تعلیمی پالیسی کی بنیاد بنے

ہمارا لائحہ عمل یہ ہوگا جسے ہم اس احساس کے ساتھ پیش کر رہے ہیں کہ یہ بات ہماری قوت واختیار میں ہے کہ اہل ہند کو بتدریج (آہستہ آہستہ) سب سے پہلے اپنی زبان سکھائیں، پھر اس زبان کے ذریعے اپنے ادب کی آسان تخلیقات (یعنی اپنی زبان میں کہانیاں) سے متعارف کرائیں جو مختلف موضوعات پر موجود ہیں۔ ہماری اس بات پر بے صبری کے ساتھ چیں بچیں (یعنی ناراض) نہ ہوا جائے۔ آہستہ آہستہ ہم اس کے ذریعے اہل ہند کو اپنا فلسفہ حیات (شیطانی تہذیب) اور بالآخر اپنے مذہب تک لے آئیں گے، ان تمام کا حصول آہستہ آہستہ اور پوری خاموشی کے ساتھ اہل ہند کے گندے اور فرسودہ نظام کو نیست ونابود کردے گا (یعنی اسلامی نظام جوان کی نگاہ میں یقیناً گندہ ہے)

(نظامِ تعلیم صفحہ ۸۴، از پروفیسر خورشید مطبوعہ انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد)

۲- لارڈ میکالے

کی سفارشات کا اعلامیہ جو ۷ مارچ ۱۸۳۵ء کو منظور کیا گیا

ہمیں اپنی نسل تیار کرنا چاہئے جو دیسی آبادیوں کیلئے ہمارے افکار ونظریات کی ترجمان ہو اور جو رنگ ونسل کے اعتبار سے بلاشبہ ہندوستان کی باشندہ ہو لیکن فکر ونظر اور سیرت وکردار وعادات واخلاق کے اعتبار سے خالص انگریز ہو۔

(نظامِ تعلیم صفحہ: ۸۸، حوالہ مغرب پر اقبال کی تنقید صفحہ: ۱۰۱، از پروفیسر عبدالغنی فاروق)

۳- مسٹر بیلی

سیکرٹری اُمورِ داخلہ، حکومت برطانیہ

اس میں قطعاً کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ مسلمان اس طریقۂ تعلیم سے احتراز کرتے ہیں جو اگرچہ فی نفسہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو مگر ان کے ملی رجحانات کو قطعاً خاطر میں نہیں لاتا، درحقیقت اس سے ان کے انتہائی ضروری تقاضے پورے نہیں ہوتے یہ طرزِ تعلیم لازماً ان کے مفاد کے خلاف اور ان کی ملی روایات کے منافی ہے۔

(مقالاتِ تعلیم صفحہ:۳۹،از عبدالحمید صدیقی)(ایضاً حوالہ مغرب پر اقبال کی تنقید صفحہ:۱۰۱)

۴- ڈبلیوڈبلیو ہنٹر

حقیقت یہ ہے کہ ہمارا نظامِ تعلیم جس نے ہندوؤں کو ان کی صدیوں کی نیند سے (یعنی ان میں مسلمانوں سے لڑنے کے فتنے کو) بیدار کیا ہے اور ان کے کاہل عوام میں قومیت کے شریفانہ (بدمعاشانہ) احساسات پیدا کر دیئے ہیں۔ مسلمانوں کی روایات کے بالکل برخلاف اور ان کی ضروریات کے بالکل غیر مطابق ہے بلکہ ان کے مذہب کی تحقیر کرنا ہے (جو کہ کھلم کھلا کفر ہے)

(مغرب پر اقبال کی تنقید، صفحہ:۱۰۱،ایضاً مقالاتِ تعلیم پروفیسر عبدالحمید صدیقی)

۵- صیہونی مبلغ ٹکلی

ہمیں چاہئے کہ ہم مغربی طرز کے لادینی سکولوں کے کھولنے کی ہمت افزائی کریں، اس لئے کہ جب بہت سے مسلمانوں نے مغربی سکولوں وغیرہ کی کتابیں پڑھیں اور اجنبی غیر ملکی زبانوں کو سیکھا تو اسلام اور قرآن کے بارے میں ان کا اعتقاد متزلزل (کمزور) ہوگیا۔ (تربیت الاولاد فی الاسلام، صفحہ:۸۰۳،نفسانی خواہشات اور ان کے نقصانات، صفحہ:۲۵۳،التبشیر والاستعمار، صفحہ:۸۸)

۶۔ مستشرق آربی گب

اب اسلام کا اثر ونفوذ چند ایک مذہبی رسوم وتقریبات تک محدود ہو کر رہ گیا ہے اور یہ سب کچھ اس قدر ہوشیاری وحکمت وتدبر سے تدریجی طور پر ہوا کہ مسلمانوں کو اس کی کانوں کان خبر تک نہیں ہوئی۔ یہ سب نتیجہ ہے ہماری اس تعلیمی پالیسی کا یا جدوجہد کا جو ہم نے عالم اسلام کے اندر لادینی نظامِ تعلیم اور لادینی تہذیب وثقافت کو رواج دینے کیلئے مسلسل برپا کر رکھی ہے۔ (رواداری اور مغرب، صفحہ:۲۹۳)

۷۔ گیز کا بیان

اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ مسلمانوں پر کون حکومت کرتا ہے؟ یہاں تک کہ شدید ترین مخالف حکمران بھی ان کو دین بدلنے پر مجبور نہیں کرسکتا، البتہ تعلیم ایک ایسا شعبہ ہے جہاں سے ان پر حملہ کیا جاسکتا ہے کیونکہ مسلمانوں کا نظامِ تعلیم غیر رسمی (رواجی) ہے اور فاتح قوم کی انتظامی مشینری کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ اس لئے یہ لوگ مجبوراً آپ کا دیا ہوا نظامِ تعلیم اپنائیں گے اور یوں ایک ایسی نسل تیار ہوجائے گی، جو معاشرتی، معاشی اور اخلاقی طور پر اسلام سے دور لیکن نام ونسل کے اعتبار سے مسلمان ہو۔

۸۔ سر ولیم ڈگبی

پراسپرس برٹش انڈیا میں لکھتا ہے ضمنی سائل میجر جنرل سمتھ کے سی پی

سوال نمبر ۵۶۳: کیا آپ کسی طرح اس بات کی روک تھام کرسکتے ہیں کہ دیسیوں (یعنی ہندوستانیوں) کو ان کی طاقت کا علم نہ ہو؟

جواب: میرے خیال میں انسانی تاریخ میں کوئی ایسی نظیر نہیں ملتی کہ معدودے چند اغیار چھ کروڑ آبادی کے ملک پر حکمرانی کرسکیں، جسے آج کل رائے کی بادشاہت

کہتے ہیں اس لئے جوں ہی وہ تعلیم یافتہ ہو جائیں گے تو تعلیم کی تاثیر سے ان کے قومی اور مذہبی تفرقے دور ہو جائیں گے، جس کے ذریعے سے اب تک ہم نے اس ملک کو اپنے قبضہ میں کیا ہوا ہے یعنی مسلمانوں کو ہندوؤں کے خلاف کرنا اور علیٰ ہذا القیاس تعلیم کا اثر یہ ضرور ہوگا کہ ان کے دل بڑھ جائیں گے اور انہیں اپنی طاقت سے آگاہی ہو جائے گی (یعنی ہندو مسلمانوں کے ساتھ دست و گریبان ہوں گے)

(نقش حیات صفحہ:۱۸۳، از خوشحال برطانوی ہند، ترجمہ پر اسپرس برٹش انڈیا صفحہ:۱۰۹)

۹- آنریبل النفسٹن اور آنریبل ایف وارڈن

متفقہ یادداشت میں بیان دیا

انصاف یہ ہے کہ ہم نے دیسیوں (ہندوستانیوں) کی ذہانت کے چشمے خشک کر دیئے، ہماری فتوحات کی نوعیت ایسی ہے کہ اس نے نہ صرف ان کی علمی ترقی کی ہمت افزائی کے تمام ذرائع کو ہٹا لیا ہے، بلکہ حالت یہ ہے کہ قوم کے اصلی علوم بھی گم ہو جانے اور پہلے لوگوں کی ذہانت کی پیداوار فراموش ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اس الزام کو دور کرنے کیلئے کچھ ہونا چاہئے (یعنی مزید تباہی لانی چاہئے)

(روشن مستقبل صفحہ:۱۲۸، سید طفیل احمد منگلوری رجسٹرار علی گڑھ)

۱۰- ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر

ہمارے انگلو انڈین اسکولوں سے کوئی نوجوان خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان ایسا نہیں نکلتا جو اپنے آباؤ اجداد کے مذہب سے انکار کرنا نہ جانتا ہو۔

(رسالہ ہمارے ہندوستانی مسلمان صفحہ:۲۰۲، نقش حیات صفحہ:۱۸۷)

۱۱- سر ڈی ہملٹن

اگر کبھی انگریزوں کو ہندوستان اس طرح چھوڑنا پڑا، جس طرح رومن نے

انگلستان چھوڑا تو وہ ایک ایسا ملک چھوڑ جائیں گے، جس میں نہ تعلیم ہوگی نہ حفظان صحت کا سامان ہوگا اور نہ ہی دولت ہوگی۔

(روزنامہ ملت دہلی مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۳۲ء از نقش حیات، حسین احمد مدنی صفحہ: ۱۹۰)

۱۲-جان پال پوپ سیکڈ رومی پادری

۱۹۹۰ء کے ٹائمنز میں پڑھا کہ ۲۰ یا ۵۰ سال کے بعد پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ ہوگا انگلینڈ امریکہ وغیرہ کے ماہرین اکٹھے ہوئے، کافی غور وفکر کے بعد کچھ سمجھ نہ آیا کہ کیا کیا جائے۔ آخر کار روم میں جان پال پوپ سیکڈ کے پاس مسئلہ لے کر گئے تو اس نے ایک سوال کیا کہ یہ بتاؤ کہ مسلمانوں کے بچے زیادہ تر سکولوں اور خاص طور پر انگلش میڈیم سکولوں میں پڑھتے ہیں یا مدرسے میں؟ تو ماہرین نے کہا ۸۰% (اسی فیصد) سے زیادہ بچے سکولوں میں پڑھتے ہیں اور بہت کم بچے مدارس دینیہ میں پڑھتے ہیں۔ تو پوپ نے ایک فقرہ کہا کہ ''کانوں میں روئی ڈال کر سو جاؤ، فکر نہ کرو تمام کے تمام بچے ہمارے ہیں۔'' (جدید سائنس اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ نمبر: ۲۳۰، جلد: ۲، از طارق محمود چغتائی (صدارتی ایوارڈ یافتہ)

۱۳-سر چارلس ٹریولین (گورنر مدراس)

یورپی تعلیمی مراکز سے صرف یورپی تصورات سے ان کو گرما کر ہی یہ ممکن ہے کہ ان کے قومی نظریات کو ایک نیا رخ دیا جا سکے باوجودیکہ اسلام ایک سخت جان دین ہے اور مسلم نوجوان جس نے انگریزی تعلیم پائی ہے بہت ہی مختلف طرز کا انسان ہے جس میں اشتعال پذیر مذہبی جذبات، جہاد وشہادت عنقا (یعنی ختم) ہو جاتے ہیں۔

(از رواداری اور مغرب ۲ صفحہ: ۲۹۰، بحوالہ نوائے وقت ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

۱۴-سر چارلس ٹریولین

میرے خیال میں اہل دیس کو وہ عمدہ تعلیم دی جائے جسے وہ خود پسند کریں، جب ہندوستان کا بڑا حصہ تعلیم یافتہ ہو جائے گا تب ہمارا فرض ہوگا کہ مذہب عیسوی کی تعلیم جاری رکھیں۔ جب میں نے کلکتہ چھوڑا تو اس سے قبل میں نے تعلیم یافتہ طبقے کی فہرست بنوائی جو عیسائی ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ عیسائی بننے والے لوگ زیادہ وہ تھے جو ہندو کالج سے پڑھے تھے۔ میرے نزدیک لوگ عیسائی بنانے میں غلطی کرتے ہیں۔ میرا یقین ہے کہ ملک میں مذہب عیسوی کی تعلیم بلا واسطہ پادریوں کے ذریعے اور بالواسطہ کتابوں، اخباروں اور یورپینیوں سے بات چیت وغیرہ کے ذریعے نفوذ کرے گی حتیٰ کہ عیسوی علوم سوسائٹی میں نفوذ کر جائیں گے تب ہزاروں کی تعداد عیسائی ہوا کریں گے۔ (روشن مستقبل صفحہ:۱۲۸)

۱۵-سر آکلینڈ کالون

گورنر صوبہ متحدہ کی علی گڑھ آمد

علی گڑھ کے طلبہ اپنی تعلیم و تربیت کی علامات ایسے ہی واضح طور پر ظاہر کرتے ہیں جیسے انگلستان میں ہمارے پبلک سکولوں اور ہماری یونیورسٹیوں کے کامیاب طلبہ ظاہر کرتے ہیں۔ علی گڑھ کالج کا ایک طالب علم فیاضانہ خیالات، اعلیٰ تربیت اور آزادانہ خصائل رکھنے والا شخص خیال کیا جاتا ہے سب سے بڑھ کر وہ ہندوستانیوں کے اس فرقہ کا ایک نمونہ بن گیا ہے جو انگریزوں کی خواہش کی پوری داد دیتا ہے لیکن وہ بھی توقع کرتا ہے کہ ہم بھی ان کی خواہشوں کی اس طرح داد دیں (عزت و ایمان کے بدلے پیسہ) (روشن مستقبل صفحہ:۱۸۱، رسالہ سپاس نامہ جات، جوابات)

۱۶-ڈاکٹر ہنٹر

مسلمانوں میں اشاعت تعلیم کا مقصد

میرا یقین ہے کہ مسلمانوں کی ہر جماعت کی تعلیم کا انتظام بہ سہولت بہت کم خرچ میں ہو سکتا ہے۔ روپیہ کی اس قدر ضرورت نہیں جس قدر کہ مسلمانوں کی خاص ضروریات کو مدنظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ مشرقی اضلاع جہاں مذہب کا زور ہے وہاں میرے خیال میں گورنمنٹ کو مسلمانی کاشت کاروں تک رسائی کیلئے نیا نظام قائم کرنا پڑے گا۔ میرے خیال میں مشرقی اضلاع میں یہی طریقہ اختیار کیا جائے۔ کون سا طریقہ......؟ سر لارڈ ہارڈن نے (اولاً) جہاں لوگ خود تعلیم نہیں دلوانا چاہتے تھے بہت سے سکول قائم کئے تھے۔ طریقہ یہ تھا کہ اول ایک عارضی سکول قائم کر دیا جاتا تھا جس میں گاؤں کے بچوں کو تعلیم تقریباً مفت تھی۔ لیکن جب اس کی قدر ہوتی تو فیس بڑھا دی جاتی اور جب وہ سکول چل نکلتا تو اس روپیہ سے دوسرے رقبہ میں سکول کھول دیا جاتا، اس طریقہ سے مغربی بنگال کے جنگلوں میں اندرونی حصوں میں تعلیم پھیلا دی گئی۔ میرے خیال میں مشرقی اضلاع میں بھی یہی طریقہ اختیار کیا جائے جہاں لوگ مذہب کا جنون رکھتے ہیں اور ایسے اضلاع میں جو مسلمان گورنمنٹ کے موروثی بدخواہ اور ہمارے طریقۂ تعلیم کے مخالف ہیں امداد کے قواعد کارآمد نہیں ہو سکتے۔ البتہ پچاس سستے مدرسے جن میں تھوڑی تنخواہ کے مسلمان مدرس رکھے جائیں جن کے اخراجات کا بڑا حصہ گورنمنٹ ادا کرے وہ ایک ہی نسل میں مشرقی بنگال کا عام پسند رنگ بدل دیں گے۔ ایسے مدارس شروع میں کم کامیاب ہوں گے، مگر وہ رفتہ رفتہ نہ صرف مسلمان کاشت کاروں کے بچوں کو بلکہ مسلمان استادوں کو جن کی آمدنی غیر یقینی ہے، کو کھینچ لائیں گے۔ اس طرح سے ہمیں اس جماعت کو اپنا طرف دار بنا لینا چاہئے۔ جو بالاستقلال شدت کے ساتھ ہماری مخالف ہے۔

(روشن مستقبل صفحہ:۱۵۳، از مسلمانان ہند، از ڈاکٹر ہنٹر صفحہ:۲۱۱)

۱۷- ڈاکٹر ہنٹر

مسلمان ڈپٹی مقرر کرنے کی غرض کیلئے

مسلمانوں کی ابتدائی اور ثانوی تعلیم کیلئے ایک خاص ڈپٹی انسپکٹر جو ان کا ہم مذہب ہو، ضرورت ہوگی۔ اس کا پہلا فرض ان مسلمان مدرسوں اور کالجوں کے متعلق رپورٹ تیار کرنا ہوگا جو دیسیوں (ہندوستانیوں) کی نگرانی میں ہیں۔ مجھے امید نہیں کہ وہ انگریز افسران کے باقاعدہ معائنے کو گوارہ کریں گے لیکن ان میں سے بہت سے سرکاری امداد لینے کیلئے اپنے ہم مذہب ڈپٹی انسپکٹر کے معائنہ کی آسان شرائط پر رضا مند ہو جائیں گے۔ اس طرح ہم کو بنگال میں سب سے زیادہ باغی درسگاہوں کو اپنے ساتھ کر لینا چاہیے اگر وہ وفادار نہ بھی ہوں تو کم از کم امن پسند تو ہو جائیں گے۔

(روشن مستقبل صفحہ:۱۵۴، از مسلمانان ہند ڈاکٹر ہنٹر صفحہ:۲۱۱)

۱۸- ڈاکٹر ہنٹر

اسلامی تعلیمی اداروں کو زیر اثر لانے کا طریقہ

اصل تعلیم بدستور مسلمان دیتے رہیں لیکن ہر مدرسہ میں ایک عربی دان یورپین پرنسپل مقرر کیا جائے جو مدرسہ میں رہے اور ماتحتوں کے ساتھ نگرانی کے ساتھ اپنا وقار قائم رکھ سکے، موجودہ خالص عربی کے شعبہ کو انگریزی اور عربی کا شعبہ کر دیا جائے، تاکہ گورنمنٹ ضلع سکول کا پاس شدہ لڑکا کالج کی اعلیٰ تعلیم کے شعبہ سے مستفید ہو سکے۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ شریعت محمدی کی باضابطہ تعلیم دی جائے جو سب پر لازمی ہو، یقیناً شرع محمدی کو تعلیم کا مقصد نہ بنانا چاہیئے کیونکہ شرع محمدی سے مسلمانوں کا مذہب مراد ہے اور مذہب بھی اس زمانہ کا جبکہ اس کے پیرو تمام دنیا کو اپنی جائز شکارگاہ جانتے تھے اور انہوں نے زمانۂ حال کی مسلمان آبادیوں کی طرح عیسائیوں کے ساتھ اتحاد کر کے یا ان کی رعایا بن کر رہنا نہ سیکھا تھا سردست بجائے شرع محمدی کی روزانہ قواعد

کرنے کیلئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عربی اور فارسی لٹریچر اور اردو میں مغربی سائنس کی تعلیم دی جائے۔ (روشن مستقبل صفحہ ۱۵۶-۱۵۵)

ان بیانات پر علی گڑھ کے رجسٹرار کا تبصرہ

مندرجہ بالا اقتباسات سے واضح ہے کہ مسلمانوں کیلئے جدید نظامِ تعلیم کا نفاذ اول ان مقامات میں تجویز کیا گیا جہاں مذہب کا زور تھا۔ جہاں کے لوگ مذہبی مجنوں اور بدخواہ تھے، تاکہ بقول ڈاکٹر ہنٹر ایک ہی سال میں عام پسند رنگ بدل دیا جائے گا اور مخالفوں کو اپنا طرف دار بنایا جائے۔ مسلمانوں کے جن دینی مدارس میں انگریز انسپکٹر کی رسائی نہ ہو سکتی تھی وہاں مسلمان ڈپٹی انسپکٹر مقرر کیا جائے، تاکہ بنگال کی سب سے زیادہ باغی درسگاہوں کو اپنے ساتھ کر لیا جائے۔ اسی طرح کلکتہ مدرسہ میں مسلمانوں کی مذہبی درسگاہ تھی انگریز پرنسپل مقرر کر کے وہاں شرع محمدی کی تعلیم بند کی جائے اور اس کی جگہ انگریزی اور فارسی و عربی لٹریچر جاری کیا جائے۔

(روشن مستقبل صفحہ: ۱۵۶-۱۵۵)

۱۹- مسٹر ای سی بیلی

سیکرٹری گورنمنٹ ہند

ان کی مذہبی دیوانگی جس کیلئے قرآن شریف سے کافی سند مل سکتی ہے، بہت بھڑکا دی گئی ہے کہاں تک کہ اب اندیشہ ہے کہ کل مسلمان بہت جلد باغی ہو جائیں گے، جن میں ناراض مذہبی مجنوں، جہلاء اور تنگ نظری کی تعلیم پائے ہوئے علماء شامل ہوں گے جو حکومت پر ناراض اور جاہل (سکول نہ پڑھے ہوئے) مسلمانوں پر بے حد اثر رکھتے ہیں۔ (مسلمان ہند، از ڈاکٹر ہنٹر صفحہ: ۱۵۱، روشن مستقبل صفحہ: ۱۰۴)

۲۰-لارڈ میکالے

جس طرح پہلے زمانے میں طاقت وراور بااثر لوگوں کو (یہود و نصاریٰ کی طرف سے) افیون کے پوست پلا کر سست، پست ہمت اور بد عقل بنا دیا جاتا تھا، ہمارا نظامِ سلطنت (اپنی تعلیم اور قانون سے) اسی طرح اہل ہند کو بے کار کر دے گا۔ (نقش حیات صفحہ:۱۶۴، حصہ نمبر:۱، از حکومت خود اختیاری)

۲۱-مسٹر پی ڈبلیو سنگر

ان دینی مدارس کو راہِ راست پر لانے کیلئے کوئی بھی بلاواسطہ اقدام پاکستان میں تشدد کی لہر کو اُبھارے گا اور پاکستانی فوج کی یکجہتی کو ہلا کر رکھ دے گا۔ اس لئے مناسب ہو گا کہ اُردن کی حکومت کی طرح حکومتی امداد سے دینی مدارسِ عالیہ کو پروان چڑھایا جائے، جہاں ریاضی، اکنامکس کے ساتھ دینی تعلیم کا بھی اہتمام ہو۔

(دینی مدارس میں تعلیم صفحہ:۲۴۱)

۲۲-ڈاکٹر جسیکا سٹرن

ہارورڈ امریکہ یونیورسٹی کے کینیڈی اسکول آف گورنمنٹ کی تحقیق کار کا بیان

پاکستان کے دینی مدارس جہادی عنصر کی ترقی کا ذریعہ ہیں۔ یہ مدرسے جنرل محمد ضیاء الحق کے زمانہ میں اس لئے زیادہ تیزی سے پھلے پھولے کیونکہ ان کو حکومتی سطح پر زکوٰۃ فنڈ سے مالی مدد ملتی تھی۔ (روزنامہ ''ڈان'' کراچی ۲ دسمبر ۲۰۰۰، بحوالہ دینی مدارس میں تعلیم صفحہ:۲۳۴)

آگے چل کر مزید لکھتی ہے:

چونکہ ان دینی مدرسوں پر حکومت پاکستان کی کوئی نگرانی نہیں ہے، اس لئے یہ مدرسے تنگ نظر (کفر دشمن) اور دہشت گرد (مجاہد) عناصر کے تربیتی مراکز بن چکے ہیں۔ (روزنامہ ''ڈان'' کراچی ۲ دسمبر ۲۰۰۰، بحوالہ دینی مدارس میں تعلیم صفحہ:۲۳۶)

دینی مدرسوں کے تناظر میں امریکہ سب سے بڑا تعاون یہ کر سکتا ہے کہ وہ پاکستان کے سیکولر (لادین) نظامِ تعلیم کو مضبوط بنانے کیلئے حکومت پاکستان کی بامعنی معاونت کرے۔ اس عمل کے نتیجے میں پاک بھارت تناؤ کم ہو سکتا ہے اور ایٹمی اسلحے سے پیدا شدہ خطرے کو روکا جا سکتا ہے۔

(جسیکا سٹرن، روزنامہ ''ڈان'' کراچی ۲ دسمبر ۲۰۰۰ء بحوالہ دینی مدارس میں تعلیم صفحہ: ۲۴۷)

۲۳-امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ

کے جولائی ۱۹۵۱ء کے پالیسی بیان میں کہا گیا

پاکستان میں ہمارے اہداف (منصوبہ جات) کیلئے ایک خطرہ اور ہے جو کمیونزم کی طرح عیاں (ظاہر) نہیں۔ یہ جاگیرداروں کے رجعت پسند (اسلام پسند) گروہوں اور غیر تعلیم یافتہ مذہبی راہنماؤں کی طرف سے ہے جو موجودہ مغرب پسند (یہود پسند) حکومت کی مخالفت کر رہے ہیں اور اسلام کے دقیانوسی اصولوں کی طرف واپس لوٹنا چاہتے ہیں، ان کی قوت کا سرچشمہ عوام کے مذہبی جذبات اور جاہل لوگوں کی طرف سے تغیر و تبدل کی مخالفت ہے اگر یہ غالب آ گئے تو پاکستان ایک مذہبی ریاست بن جائے گا، جو واضح طور پر مغرب (یہود) دشمن ہو گی۔ اس لئے ہمیں جمہوری دستور اور جدید تعلیم کیلئے موجودہ حکومت کی کوششوں کی مکمل حمایت کرنا چاہیئے۔ (پاک امریکہ تعلقات صفحہ: ۱۳، از دستاویزات صفحہ ۶۴، خرم مراد منصورہ)

۲۴-تھامس فریڈمین

امریکی صحافی کا بیان

اگر پاکستان جیسی قومیں غربت میں زندگی گزارتی رہیں اگر ان کے عوام صرف ان مذہبی مدارس کے مصارف ہی برداشت کر سکتے ہوں جو صرف قرآن کی تعلیم دیتے ہیں تو پھر ہم خوف ہی کے عالم میں زندگی گزاریں گے۔ (امریکی عزائم اور ان کا مقابلہ۔ مصنف

پروفیسر خورشید احمد صفحہ: ۱۵، انٹرنیشنل ہیرالڈ ٹریبون آئی ایچ ٹی، ۹ دسمبر ۲۰۰۲ء)

۲۵- ایل ڈینورٹ

آسٹریلیا کی نیشنل یونیورسٹی کے دفاعی اور اسٹریٹیجک مطالعات کے شعبے کا ڈائریکٹر ایک ایسی جنگ مذہبی مدارس اور ان کے ہوسٹلوں میں لڑی جانی چاہئے، جو مستقبل کے انتہا پسند (اسلام پسند) کی پرورش گاہ ہیں۔ یہ جنگ جنوب مشرقی ایشیا کے جرائد، اسکولوں کے اساتذہ، مذہبی رہنماؤں، سیاست دانوں، غیر حکومتی انجمنوں اور دیگر عناصر کو لڑنا چاہئے۔ اور معتدل مسلمانوں (منافقین) کو اس کی حمایت کرنی چاہئے۔ (امریکی عزائم اور ان کا مقابلہ صفحہ ۱۸، آئی ایچ ٹی ۷ ادسمبر ۲۰۰۲ء)

۲۶- پال وولف اور ایڈورڈ کینیڈی

مغرب اور مسلم دنیا کے درمیان خطرناک خلیج حائل ہے ہمیں لازماً اس خلیج کو پر کرنا ہوگا اور ہمیں ابھی سے اس کی ابتداء کرنی چاہئے، کیونکہ خلا بہت بڑا ہے اور مزید دیر کی گنجائش نہیں۔ امریکی سینیٹر ایڈورڈ کینیڈی کا منصوبہ ہے کہ آج کے ہائی سکول کے طلباء کل کے لیڈر ہیں ہمیں ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے کہ ہم مسلمانوں سے اقدار اور افکار کے میدان میں رابطے استوار کر کے ان سے امریکی مخالف جذبات و تصورات کا خاتمہ کریں۔

ان بیانات اور سابقہ برطانیہ کے وزراء کے بیانات میں کئی اُمور قدرِ مشترک ہیں۔ (مثالی نظام تعلیم صفحہ: ۲۳۳ (صدارتی ایوارڈ یافتہ)

۲۷- امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ

کے ترجمان کے اعلان کے مطابق

امریکہ اس بات کی حمایت کرتا ہے کہ پاکستان ایک جدید اور اعتدال پسند راہ پر

گامزن ہو جس کیلئے تعلیم ایک کلیدی کردار ادا کرتی ہے، چنانچہ یونیسکو کی رپورٹ ’’ترقی پذیر ممالک میں اعلیٰ تعلیم، خطرات و توقعات‘‘ میں تعلیم عامہ پر زور دیا گیا ہے اور اس تعلیم عامہ کا بنیادی نقطہ پیشہ سے قطع نظر ایک فرد کی مکمل شخصیت سازی ہے جس میں اس کی زندگی کے مقصد کو مہذب بنانا اور اس کے جذباتی ردِ عمل کو سنوارنا بھی شامل ہے۔ اس مخصوص طریق تعلیم کی جڑیں مغرب میں ہیں۔ (مثالی نظامِ تعلیم صفحہ: ۲۳۳)

۲۸-صدر بل کلنٹن

جدہ (اے ایف پی)

باہمی اختلافات دور کرنے اور دہشت گردی (جہاد پرستی) کا مقابلہ کرنے کیلئے عالمی سیاسی معاشرہ تشکیل دیا جائے۔ امریکہ اس مقصد کیلئے رابطہ کرے گا اور مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ اپنے تعلیمی نظام میں عقیدے کی تلقین ختم کر دیں۔ وہ جدہ میں اکنامک فورم میں اظہارِ خیال کر رہا تھا۔ اس نے کہا کہ اس سیاسی معاشرے میں صرف اپنی پسند کے مطابق خدا کی عبادت کرنے یا اس سے اختلاف کرنے کی آزادی ہونی چاہئے۔ (العیاذ باللہ) (بحوالہ روزنامہ ’’جنگ‘‘ ۲۱ جنوری ۲۰۰۲ء مثالی نظامِ تعلیم صفحہ: ۲۶۳)

۲۹-ٹامسن کارلائل

ہیروز اینڈ ہیروز شپ کا مصنف

مسلمان پوری دنیا پر غالب آ چکے تھے۔ یہ سب عقیدے کی پختگی کا نتیجہ تھا جس کی بدولت ایک قوم کی تاریخ کے باب روشن ہوئے (لہٰذا عقیدے کی پختگی کو ختم کرنے کیلئے تعلیم دی جائے) (کتاب کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ: ۴۱)

۳۰-برطانیہ کے وزیر تعلیم کا انکشاف

ڈرائیور نے بتایا کہ پرسوں کی بات ہے کہ میں لندن میں بچوں کے سکول میں گیا

تھا تو وہاں وزیر تعلیم آیا تھا تو میں نے اس سے مطالبہ کیا کہ ہمارے مسلمان بچوں کو حلال گوشت دیا جائے کیونکہ یہاں اسکولوں میں سب کچھ چلتا ہے۔ حلال جانور بھی ذبح نہیں ہوتے اور خنزیر کا گوشت عام ہے۔ وزیر نے کہا کسی مسلمان بچے کو بلاؤ۔ وزیر نے پوچھا: تمہارا مذہب کیا ہے؟ بچے نے کہا پاکستان۔ وزیر نے کئی بار اپنا سوال دُہرایا اور ہر دفعہ بچہ پاکستان یا پاکستانی کہتا رہا۔ وزیر نے کہا: تم حلال گوشت کا مطالبہ کرتے ہو تم لوگ جو پاکستان میں پیدا ہوئے تھے اور یہاں آئے مزید بیس سال چلو گے پھر ختم ہو چکے ہوگے، مر جاؤ گے یا ریٹائرڈ لائف گزارو گے اور یہ بچے ہمارے معاشرے کا حصہ بن جائیں گے انہیں بھول جاؤ اور یہ مت کہو کہ یہ ہمارے بچے ہیں یہ تمہارے نہیں یہ برطانیہ کے بچے ہیں۔

(یورپی تہذیب تباہی کے دہانے پر، صفحہ: ۵۹۷ از برطانوی مسلمان اور ان کا مستقبل صفحہ: ۱۲۲)

۳۱-سر اینٹونی مکڈانل

ایک بڑے شاعر کا قول ہے کہ صلح کی فتوحات لڑائی کی فتوحات کی نسبت کچھ کم نہیں ہیں چنانچہ ہندوستان میں ہمارے عہد کی مصالحت آمیز فتوحات میں اس کالج کا قائم ہونا یقیناً ایک فتح ہے، جس سے سب کے دلوں کو خوشی حاصل ہوتی ہے اور کسی کے دل کو تکلیف یا رنج نہیں پہنچتا۔ یہ ایک ایسی فتح ہے جس کی رونق امروز زمانہ کی وجہ سے کم نہیں ہوسکتی ہے۔ اس بات کی امید کرنا کچھ مبالغہ نہیں ہے کہ یہ کالج ترقی پاکر آئندہ مسلمانوں کی بڑی درسگاہ ہوجائے گا۔ (حیاتِ جاوید صفحہ: ۳۸۷)

۳۲-یہودی پروٹوکول

(۱) ہمیں تمام غیر یہود اقوام کی تعلیم کو اس انداز سے مرتب کرنا ہے کہ جب کبھی ان کو کسی معاملے میں اپنے طور پر کوئی قدم اٹھانا پڑے تو کسی قطعی نتیجہ پر نہ پہنچ سکیں۔ ہم ان تمام طریقوں سے غیر یہود کو اتنا زچ کر دیں گے کہ وہ ہم کو ایک بین الاقوامی

اقدار پیش کرنے پر مجبور ہو جائیں گے اور اس طرح ایک اعلیٰ حکومت کی بنیاد پڑے گی۔

(۲) ہم وہ تمام اقدام کریں گے کہ روئے زمین سے غیر یہود کی تمام تعلیمی قدروں کا استیصال ہو سکے۔ (پروٹوکول صفحہ:۱۹۸)

۳۳-لوشا تلیہ، عیسائی مبلغ

مغربی زبانوں کی اشاعت کے ذریعے مغربی افکار سرایت ہوتے ہیں اگر انگریزی، جرمنی، ڈچ اور فرنچ زبانوں کی ترویج کی جائے تو اسلام کا سابقہ (یعنی تعلق وواسطہ) مغربی کتب سے پڑے گا اور اس لٹریچر کو ایک مادی اسلام پیش کرنے کا موقع مل جائے گا اس طرح مشنری اسلامی فکر کو مسمار کرنے کے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ اسلام اپنے وجود اور قوت کی حفاظت علیحدہ رہ کر کر سکتا ہے۔

(دنیا عیسائیت کی زد میں صفحہ:۲۳)

مشنریوں کے اعمال کے نتائج میں خواہ کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ اسلامی عقائد کا خاتمہ انہی کوششوں کا نتیجہ ہے جو عیسائیت کیلئے کی گئی ہیں۔ اسلامی دنیا کی سیاسی تقسیم نے بھی مغربی تمدن کیلئے راہیں ہموار کر دی ہیں کیونکہ جب اسلام سیاسی اعتبار سے کمزور ہو جائے گا تو کچھ وقت گزرنے پر ملک مغربی تہذیب کے جال میں پھنسا ہوا ہو گا۔ (ایضاً)

۳۴-پادری زویمر عیسائی مبلغ

جاہل مسلمانوں میں گھسنے کا بہتر راستہ اسکول ہیں۔ پہلے ان کو تعلیم دی جائے، اسکولوں کے ذریعے مشنری کارکن مسلمانوں کے گھروں میں داخل ہو سکتے ہیں اور یسوع مسیح کا پیغام پہنچا سکتے ہیں۔ (دنیا عیسائیت کی زد میں، صفحہ:۲۷)

۳۵-رامون لل عیسائی مبلغ

۱۹۲۴ء میں رامون لل نے پوپ سلسلتین پنجم سے ملاقات کے دوران انہیں دو کتابیں پیش کیں، جن میں مسلمانوں میں تبلیغ کا منصوبہ پیش کیا گیا تھا۔ رامون لل کے منصوبے کی دو کڑیاں تھیں۔ اول یہ کہ چرچ، علم، سکولوں کو تبلیغ کا ذریعہ بنائے اور دوسری یہ کہ اگر پرامن کوششیں کامیاب نہ ہوں تو مسلمانوں کو بزور قوت عیسائی بنایا جائے۔ (دنیا عیسائیت کی زد میں، صفحہ:۶۴)

۳۶-رابرٹ کلارک

رابرٹ کلارک نے سکولوں کے مقصد کو بیان کرتے ہوئے چرچ مشنری سوسائٹی کی لاگ بک حیدرآباد میں مورخہ ۱۶ نومبر ۱۸۸۳ء کو ان الفاظ میں لکھا۔ ہمارے بڑے مرکزی مشن اسکولوں کو ہر جگہ بڑی قابلیت وقوت کے ساتھ قائم کرنا چاہئے۔ سچائی کے قطروں کے مسلسل بہاؤ سے تعصب اور غلطی کے پتھر آخر کار بہہ جائیں گے اور ہندو ازم اور دین اسلام کا مکمل ڈھانچہ بالآخر ریزہ ریزہ ہوجائے گا۔

(دنیا عیسائیت کی زد میں، صفحہ:۹۰)

۳۷-پروفیسر ڈبلیو جے ڈاؤنز

گارڈن کالج میں کیمسٹری کا پروفیسر کہتا ہے کہ یہ بات درست ہے کہ ہم مسلمان کو عملاً اپنا ہم خیال نہیں بنا سکے مگر یہ واقعہ درست ہے کہ وہ جب یہاں سے فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہیں تو مسلمان بھی کب رہتے ہیں۔ (دنیا عیسائیت کی زد میں، صفحہ:۳۹۲)

۳۸-ایف سی کالج کا سابقہ پرنسپل

ایک مالیات کے سربراہ کے جواب میں اس نے کہا: مجھ سے یہ نہ پوچھو کہ کتنے طلباء کو ہم نے عیسائی بنایا۔ یہ پوچھو کہ کتنوں کو اسلام پر قائم نہیں رہنے دیا۔ ہم نے

ایک نسل تیار کی ہے، جواب اسلام سے وفادار نہیں رہی اور یہی ہماری محنتوں کا حاصل اور ہماری اصل کامیابی ہے۔ (ماہنامہ ترجمان القرآن اپریل ۲۰۰۳ء صفحہ: ۴۷)

۳۹- ایف سی کالج کے پرنسپل کا بیان

ایف سی کالج کے امریکی پرنسپل کا بیان مستقبل میں عالم اسلام کی قیادت پاکستان کے ہاتھ آنے والی ہے۔ اس ضمن میں ہمیں یہاں ایسا تعلیمی ادارہ قائم کرنا چاہیئے یا ایف سی کالج کو اس نہج پر لانا چاہیئے کہ مستقبل کی قیادت کی تربیت ہم اپنے طریقے پر کرسکیں۔ (روداد ایف سی کالج۔ از مجلۃ الدعوۃ، ربیع الثانی ۲۰۰۳ء)

۴۰- یکم اکتوبر ۲۰۰۳ء امریکی رپورٹ

جوایوان نمائندگان کو پیش کی گئی

۱۵ ارکنی کمیٹی نے اسے مرتب کیا

تعلیم وہ شعبہ ہے جہاں پر امریکہ کے عرب اور مسلم دنیا سے ہمارے مفادات مشترک دکھائی دیتے ہیں لیکن امریکہ اس اہم ذریعے کو خاطر خواہ طریقے سے استعمال نہیں کرسکا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے تعلیم کے کلیدی (بنیادی) پروگراموں کا اجراء اور وظائف کیلئے رقوم کی فراہمی مسلم دنیا میں مستقبل کی قیادت کو ہم رنگ بنانے میں بنیادی کردار ادا کرسکتے ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ عربوں اور مسلمانوں کے تعلیمی اداروں سے تعلقات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کرنے کیلئے بڑے پیمانے پر مالی وسائل فراہم کئے جائیں اور ان اداروں سے امریکی تعلیمی اداروں کا تعلق جوڑنے کی راہیں تلاش کی جائیں۔ آج مسلم دنیا امریکہ کے بارے میں بری رائے رکھتی ہے لیکن دوسری طرف امریکی تعلیم کے بارے میں مثبت اور صحیح سوچ پائی جاتی ہے۔ ہمیں اس سوچ سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ جس میں ایک جانب تو ان کے نصاب تعلیم کو بہتر بنائیں اور دوسری جانب امریکہ میں تعلیم کے مواقع فراہم کریں۔ (صفحہ: ۳۳) ہم

مشرقِ وسطیٰ میں امریکی یونیورسٹیوں کی کارکردگی سے بہت متاثر ہوئے ہیں، جنہوں نے کھلی سوچ اور عالمی اقدار کی ترویج کیلئے بے پناہ کام کیا ہے۔ انہوں نے ایسے عرب مردوں اور عورتوں کو تعلیم وتربیت فراہم کی ہے جو رائے عامہ کی تشکیل اور ان معاشروں میں قیادت کے مناصب پر فائز ہوں گے۔ امریکی یونیورسٹی بیروت، امریکی یونیورسٹی قاہرہ، امریکی یونیورسٹی لبنان، یہی دائرے میں قائم ہیں جہاں چھ چھ ہزار لڑکے لڑکیوں کو تعلیم دی جارہی ہے اور یہ قابل قدر تعلیمی ادارے عرب مسلم دنیا میں امریکی اقدار کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان تعلیمی اداروں کی مضبوطی اور وسعت ان علاقوں کے تعلیمی ڈھانچے پر اثر انداز ہوگی، جس میں یونیورسٹی تعلیم کو معاشرے کی تبدیلی میں ایک عامل کا کردار ادا کرنا ہے۔ اندریں حالات یہ مشاورتی گروپ سفارش کرتا ہے کہ عرب اور مسلم دنیا میں امریکی تعلیمی اداروں کی تعمیر، تشکیل اور وسعت پر بھرپور توجہ دی جائے، تاکہ امریکی قومی مفادات کو تحفظ دیا جائے۔ تعلیمی میدان میں طویل المیعاد سطح پر سب سے زیادہ اثر انداز ہونے والی چیز مسلم عرب خطے کے طالب علم کو وظائف کی فراہمی ہے۔ عرب، مسلم دنیا کی قیادت پر فائز غالب اکثریت، امریکی یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہے اور یہ امر باعث مسرت ہے کہ ان میں سے بڑی تعداد نے امریکی وظائف پر ہی تعلیم حاصل کی۔ (صفحہ:۳۵) ہم سفارش کرتے ہیں کہ عرب و مسلم امریکی یونیوسٹیوں میں نہ صرف باہم مشترک منصوبے شروع کئے جائیں بلکہ تعاون کے مختلف میدانوں میں بھی ہاتھ بٹایا جائے، جس میں نصابی کتب کی تشکیل، طرزِ تدریس اور امتحانی طریق کار شامل ہیں۔ مناسب ہوگا کہ یہ کام ہائی سکول کی سطح پر ہی سے کیا جائے۔ اس طرح مسلم دنیا کے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں ہمارے نقطۂ نظر سے تنقیدی سوچ کے ساتھ معاشی، سماجی اور سیاسی امکانات پیدا ہوں گے۔ (صفحہ:۳۴) امریکہ کو مسلم، عرب دنیا میں تعلیمی آزادی (یعنی مذہب سے) کے سوال پر پختہ مؤقف اختیار کرنا ہوگا۔ ہمیں باہم تعاون کے جن

شعبوں میں خصوصی معاہدے کرنے چاہئیں ان میں صحافت میڈیا، کاروباری انتظامات اور طب شامل ہیں۔ ہماری جانب سے طلبہ ویزوں کے اجراء میں زبردست کمی کوئی اچھا اقدام نہیں ہے۔ مثال کے طور پر پاکستانی طلبہ کیلئے ویزوں میں دو تہائی کمی کی گئی ہے۔ برق رفتاری سے طلبہ کو امریکہ میں تعلیم کے مواقع فراہم کرنے چاہئیں۔ یہی چیز ہمارے قومی مفادات کے حق میں جاتی ہے۔ (صفحہ: ۳۵) اس طرح ہم کو مسلم دنیا کی یونیورسٹیوں یا ان کے قرب وجوار میں امریکی کارنر کھولنے چاہئیں۔ جہاں مسلم نوجوان نسل ہمارے رسائل، کتب، انٹرنیٹ فلموں اور موسیقی اور دیگر اعلانات سے ہمارے مؤقف کو سمجھ سکیں گے۔ (صفحہ: ۳۷) پھر ہمیں امریکی رومز بنانے چاہئیں جہاں ۱۶ سے ۲۵ سال کی عمر کے نوجوان مسلمان امریکہ کی چھ ٦ قدروں آزادی، اکثریت معاشرت، نئے مواقع اور اظہارِ ذات کی لذت چکھ سکیں گے۔ (صفحہ: ۳۸) مسلم دنیا کے خصوصاً اعلیٰ طبقے، اساتذہ، طالب علموں میں امریکی کتب کی بڑی مانگ ہے، جس سے ہمیں استفادہ کر کے اپنے مفادات کے حصول کیلئے پہنچنا چاہئے۔ ہمارے اصلی مفادات کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے کتب بڑا اہم کردار ادا کرسکیں گی۔ عرب اور مسلم مقامی زبانوں میں ترجمے کیلئے ہر سال ایک ہزار ایسی کتابوں کا ترجمہ مفید رہے گا۔ یہ کام مسلم دنیا میں مقامی سطح پر کی گئی شعبے کی شراکت سے کرنا ہوگا اس سے ہم ان لوگوں کے تصورات کو درست کرلیں گے۔

ہماری کامیاب قومی ڈپلومیسی سے متعلق حکمت عملی کا بہت زیادہ انحصار انگریزی زبان کی تدریس پر بھی ہے۔ اس ضمن میں برٹش کونسل امریکی لینگوئج سنٹر فل برائٹ پروگرام اور وائس آف امریکہ نے بڑی مدد دی ہے۔ اگر ہم نے اس پروگرام کو چھوڑ دیا تو مسلم معاشروں پر اثر انداز ہونے کا ایک نہایت قیمتی موقع ضائع کردیں گے۔ بلاشبہ ان معاشروں میں قدامت پسندوں کی جانب سے اس طرح مزاحمت جاری رہے گی کہ انگریزی سیکھنے سے ان کی مقامی زبان ان کی تہذیب وثقافت اور مذہبی قدروں کو

خطرہ لاحق ہو رہا ہے۔ اس مزاحمت کیلئے ہمیں ضروری طور پر انگریزی زبان کی تدریس عامہ کیلئے ایک وسیع پروگرام کی ضرورت ہے اور وسیع رقم خرچ کرنا ہوگی، جس میں اولین اقدام کیلئے ان ملکوں کے تعلیمی اداروں میں لسانی ماہرین، لسانی تربیت کیلئے بھیجنا ہوں گے۔ یہ امریکی ماہرین ہی ہماری قومی پالیسی کے فہم سے آراستہ ہونے چاہئیں جو وہاں نصاب سازی اور افراد سازی کریں۔ (صفحہ: ۵۰-۵۱)

ان نکات سے اخذ کردہ نتائج

۱- میڈیا، ۲- تعلیم، ۳- این جی اوز اور ۴- انگریزی زبان۔

(ماہنامہ ترجمان القرآن - مارچ ۲۰۰۴ء)

۴۱- پادری زویمر عیسائی مبلغ

عیسائی مبلغین اپنی تبلیغ کے نتائج کمزور دیکھ کر مایوس نہ ہوں کیونکہ یہ پکی بات ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں یورپی علوم اور عورتوں کی آزادی کی طرف شدید میلان پیدا ہو چکا ہے (لہٰذا ان کے ذریعے عیسائیت ضرور پروان چڑھے گی)

(تربیۃ الاولاد فی الاسلام صفحہ: ۸۰۵، از الغارۃ علی العالم الاسلامی صفحہ: ۴۷)

۴۲- سیموئیل زویمر

عالمی صدر تبلیغ مسیحیت

مغربی تہذیب و ثقافت کی دو خصوصیات ہیں: ایک تباہ کرنے والی (یعنی انسانیت کو) اور دوسری آباد کرنے والی (یعنی حیوانات کو) خصوصاً مسلمانوں کی جدید نسل کو تعلیم جدید کے نام پر اسلام کی طاقت سے رہا کرایا جائے۔

(الغارۃ علی الاسلامی صفحہ: ۱۱، از امت مسلمہ پر کفار کے مظالم کے دلخراش حالات صفحہ: ۴۱۵)

۴۳-ہمفرے کے اعترافات

(۱) اور کچھ لوگ ہماری مخالفت پر تیار ہو جائیں گے کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ترکی کے حکام بڑے ہوشمند اور دانا ہیں ہمیں کامیاب نہیں ہونے دیں گے لیکن ہمیں (یعنی اہل برطانیہ) کو ابھی سے متوسط طبقے کے بچوں کو اسکول میں تعلیم دینا ہے جو ہم نے ان کیلئے تیار کر رکھی ہے، اس طرح مسلمان نسل دین و مذہب کو بھول جائے گی۔(ہمفرے کے اعترافات، صفحہ نمبر:۱۱۸)

(۲) علماء دین سے نسل کا رشتہ توڑنے کیلئے اساتذہ کے ذریعے جو ہمارے تنخواہ دار ہوں، جدید علوم پڑھائے جائیں۔ (ہمفرے کے اعترافات، صفحہ نمبر:۱۰۷)

(۳) مسلمانوں کو جہالت اور لاعلمی میں رکھنا، کسی مذہبی تعلیمی مرکز کی قیام کی کوشش کو کامیاب نہ ہونے دینا، بچوں کو دینی مدارس میں جانے سے روکنے کیلئے علماء دین اور دینی مرکزوں پر الزامات اور تہمتیں لگا کر انہیں بدنام کریں۔

(ہمفرے کے اعترافات، صفحہ نمبر:۹۹)

۴۴-شرل بنارڈ

افغانستان میں امریکی سفیر

زلمے خلیل زاد کی آسٹریلین اہلیہ

قرآن میں یہودیوں اور عیسائیوں کے بارے میں مخالفانہ اور اشتعال انگیز احکام موجود ہیں، تاہم بعض مقامات پر ان کیلئے نرم احکامات بھی موجود ہیں، تاریخ میں اسلامی برادری مذکورہ قوموں سے حالت جنگ میں مبتلا رہی ہے۔

ہمیں سب سے پہلے جدیدیت پسند قیادت کو آگے لانا ہوگا، لیڈروں کیلئے رول ماڈل بنانا ہوگا۔

دوسرے مرحلے پر ہمیں اسلامی دنیا میں جمہوری معاشرے (سول سوسائٹی)

کے فروغ کے اقدامات کی کوشش کرنی ہوگی، اس مقصد کیلئے مقامی غیر سرکاری تنظیموں اور دیگر شہری اداروں کو آگے آنا ہوگا، کیونکہ کسی بحرانی صورت حال میں انہی میں سے ایک جمہوری قیادت اُبھر سکتی ہے۔ ہمیں امریکی، جرمن اور مغربی اسلام کو فروغ دینا ہوگا، اس مقصد کیلئے افہام و تفہیم کی ضرورت پڑے گی، ہمیں ہر صورت میں بنیاد پرستوں (اسلام پسندوں) کی کھل کر مخالفت کرنی ہوگی۔

اس مقصد کیلئے ہمیں عرب صحافیوں کی حوصلہ افزائی کرنی ہوگی، تاکہ وہ بنیاد پرستوں (اسلام پسندوں) کی ذاتی زندگیوں اور عادات کے بارے میں کھل کر رپورٹنگ کرسکیں، ان بنیاد پرستوں (اسلام پسندوں) کی سفاکیوں کو بے نقاب کرنا پڑے گا۔ ہمیں ایک معتدل اور خوشنما اسلام کے بارے میں پروپیگنڈہ کرنا چاہئے اور اس حوالے سے ہر اس ملک، خطے اور گروپوں کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے جو اس مقصد کیلئے تعاون کرے۔

اسکولوں میں نصاب میں جمہوری اسلام کے پیغام کو نمایاں کر کے شامل کیا جائے، بنیاد پرستوں (اسلام پسندوں) نے مسلم ممالک میں تعلیم کے شعبے پر اپنی گرفت مضبوط رکھنے کی زبردست کوشش کر رکھی ہے، ہمیں یہاں اپنے قدم جمانے ہوں گے، ہمیں تعلیم اور نوجوانوں پر بھرپور توجہ مرکوز کرنی ہوگی، ہمیں بنیاد پرستوں (اسلام پسندوں) کے تضادات کو نمایاں کر کے سامنے لانا ہوگا، جدت پسند (یہودیت پسند) عناصر کو سامنے لانا ہوگا۔

ہمیں انتہائی چنیدہ سیکولر عناصر کی بھرپور مدد کرنی پڑے گی، ہمیں بنیاد پرستوں کو ایک دشمن کے طور پر سامنے لانا ہوگا۔

ہمیں اس بات کی حمایت کرنی ہوگی کہ اسلام میں مذہب اور ریاست کا آپس میں کوئی تعلق نہیں اور یہ الگ الگ ہیں، نیز اس بات کو ماننے سے ایمان پر کوئی حرف نہیں آتا۔ (عالم اسلام کی اخلاقی صورت حال کا مقدمہ، صفحہ نمبر: ۴)

۴۵- لارڈ کرومر

جس کی حیثیت مصر کے وائسرائے کی تھی
۱۹۰۸ء میں اپنی پالیسی بیان کرتے ہوئے کہتا ہے

انگلستان اپنی تمام نوآبادیات کو سیاسی آزادی دینے کیلئے تیار ہے کہ جیسے ہی دانشوروں اور سیاست دانوں کی ایسی نسل تیار ہو جائے جن کے اندر انگریزی تعلیم رچی بسی ہو، وہ انگلش کلچر کا مثالی نمونہ ہوں اور حکومت کے حصول کیلئے تیار ہوں، لیکن انگریز حکومت کسی حالت میں ایک لمحے کیلئے بھی آزاد اسلامی ریاست کو برداشت نہیں کرسکتی۔ (عالم اسلام کی اخلاقی صورتِ حال کا مقدمہ، صفحہ نمبر:۴)

۴۶- ایک فرانسیسی مبلغ کا بیان

دین اسلام کا طاقت کے ذریعے مقابلہ کرنا، اسے اور زیادہ پھیلانے کا ذریعہ بنے گا، اس لئے اسے ختم کرنے کیلئے نہایت مناسب اور مہلک ہتھیار اور تباہ کن طریقہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے بچوں کو سکولوں میں تعلیم و تربیت دی جائے اور بچپن ہی سے ان کے عقیدے خراب کرنے کیلئے شکوک وشبہات کے بیج ان میں اس طرح بو دیئے جائیں کہ انہیں پتہ ہی نہ چل سکے۔ (اسلام کے خلاف یہود و نصاریٰ کی سازشیں، صفحہ:۱۲۲)

۴۷- مسیحی مبلغ انا ملیگان

یہاں اسلام کے مضبوط قلعہ میں گھسنے کیلئے تعلیم و تربیت سے مختصر راستہ نہیں، دراصل عیسائیت کے اثر کے سائے میں جنم لینے والوں کی نسل کیلئے تعلیم گاہ (سکول و کالج و یونیورسٹی) ایک قوت اور طاقت لازوال کی حیثیت رکھتی ہے، یہ تاثیر مسلسل جاری رہتی ہے یہاں تک کہ اس کے نتائج ان افراد کو اپنا گرویدہ بنالیتے ہیں جو اپنے ملک کے مستقبل کے لیڈر اور پیشوا ہونے والے ہیں۔

(یہود و نصاریٰ کی اسلام کے خلاف سازشیں، صفحہ نمبر:۲۱۶)

۴۸۔ ہیملٹن گب کا بیان

(۱) ان سکولوں نے طلبہ کے اخلاق و آداب کو اپنے قالب میں ڈھالا ہے اور ان کے ذوق و وجدان کو جلا بخشی، سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ انہی سکولوں میں طلبہ کو ان یورپین (انگریزی، امریکی وغیرہ) زبانوں کا علم عطا کیا جنہوں نے ان کو اپنی زندگی کی راہوں پر یورپین افکار و نظریات سے براہ راست اتصال و انضمام پر قدرت عطا کی اور انہیں اس کی صلاحیت پیدا کی کہ وہ ان اثرات کو جو بچپن ہی میں ان کے ذہنوں میں پیدا کیے گئے تھے وہ دوسروں میں پھیلائیں۔

دوسرا بیان اسی گب کا

(۲) ہماری تعلیمی و ثقافتی سرگرمیاں عصری تعلیم اور صحافت کے توسط سے بآسانی مسلمانوں پر ایک ایسا تاثر قائم کرنے کی اہلیت رکھتی ہیں جو انہیں ظاہری طور پر کافی حد تک لادین اور خدا بیزار بنا دے گا۔ (یہود و نصاریٰ کی اسلام کے خلاف سازشیں، صفحہ نمبر: ۲۱۶)

۴۹۔ عالمی یہودی فتنہ گر

ہنری فورڈ اول کی کتاب کے اردو ترجمہ سے

چند چیدہ چیدہ اقتباسات

مترجم: میاں عبدالرشید

۱۔ مزدوروں کا استیصال کرنے کیلئے

سارے امریکہ کے اندر تجارت کے بہت سے شعبوں میں کمیونسٹ کالج چلائے جاتے ہیں جن کا انتظام اور تعلیم دونوں یہودیوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ ان سب کا مقصد امریکی مزدوروں میں روپیہ حاصل کرنے کے رجحان کو فروغ دینا ہے، تاکہ ملک کی اقتصادیات کو تباہ کیا جا سکے، جیسا کہ روس میں کیا جا چکا ہے۔ یہ ہیں یہودی فکر کے تباہ کن اثرات جو ہماری مزدور دنیا پر مرتب ہوتے ہیں۔ (صفحہ نمبر: ۱۲)

۲۔ سکول و کالج

یہودی فکر کالجوں میں خاص طور سے بار بار حملہ آور ہو رہا ہے۔ ہماری اولاد کو ان کے آباؤ اجداد کے ورثے سے محروم کیا جا رہا ہے۔ جوانی کے ابتدائی ایام میں جب لڑکے آزادیٔ فکر سے نئے نئے روشناس ہوتے ہیں، یہودی انہیں اپنے نرغے میں لے لیتے ہیں اور ان کے ذہنوں میں ایسے خیالات ٹھونس دیتے ہیں جن کے خطرناک نتائج و عواقب کو وہ اس وقت دیکھ نہیں سکتے۔ جوانوں میں ایک قدرتی بغاوت ہوتی ہے جو ترقی کا سبب بنتی ہے۔ ان میں کچھ آزادروی بھی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ قدیم اعتقادات پر نکتہ چینی کرتے ہیں مگر یہ دونوں چیزیں ذہنی قوت ظاہر کرتی ہیں۔ یہودی ٹھیک ان دنوں جوانوں پر حملہ آور ہوتے ہیں جب وہ اس ابتدائی دور سے گزر رہے ہوتے ہیں۔ ان دنوں انہیں یہ بتایا جاتا ہے کہ مرد و عورت کا آزاد معاشقہ فطری امر ہے اور اس میں کوئی برائی نہیں، حالانکہ نہ صرف معاشرے بلکہ انفرادی کردار کی بنیاد بھی خاندان پر ہے۔ اسی طرح ان ہی دنوں انہیں انقلاب پر اُبھارا جاتا ہے اور وہ اس کے حق میں آتشیں تقریریں کرتے ہیں یہ انہیں بعد میں پتہ چلتا ہے کہ انقلاب کے ذریعے انسانی معاشرے میں کوئی ترقی نہیں لائی جاسکتی بلکہ یہ اقتصادی اور اخلاقی لحاظ سے تباہی کا باعث بنتا ہے۔

کالجوں میں بھی یہودی نے وہی طریقہ اختیار کیا ہے جس سے وہ ہمارے گرجوں کو تباہ کر چکے ہیں۔ پہلے نوجوانوں کے دلوں سے قدیم بنیادوں کا احترام ضائع کیا، پھر ان کے ذہنوں میں یہودی انقلابی سوشل عقائد داخل کیے۔ ان کے ''پراٹوکولز'' میں غیر یہودی اقوام کو افکار کے ذریعے تباہ کرنے کا پروگرام درج ہے۔ بہت سی جدید اصطلاحات یہودیوں کی وضع کردہ ہیں، مثلاً: ''سوشل انقلاب'' وغیرہ۔ ہر یونیورسٹی میں سرخ فلسفیوں کا گروہ یہودیوں پر مشتمل ہوتا ہے مگر وہ دھوکہ دینے کیلئے کسی غیر یہودی پروفیسر کو آگے کر دیتے ہیں اور ان غیر یہودی پروفیسروں میں سے

بیشتر یہودیوں کے تنخواہ دار ملازم ہوتے ہیں۔ نوجوانوں کو یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ وہ ایک نئی عظیم تحریک میں حصہ لے رہے ہیں جو انسانوں کی فلاح کیلئے ہے۔ اس طرح پروفیسروں اور طالب علموں کو اپنے ساتھ ملا کر یہودی اپنے کام کو معزز بنا لیتے ہیں۔ آرٹ، سائنس، مذہب، معاشیات اور سوشیالوجی وغیرہ ہر مضمون میں یہ اپنے نظریات داخل کر رہے ہیں۔ (صفحہ نمبر: ۱۳، ۱۴)

ہر ایک کو معلوم ہو کہ یہ یہودی فکر ہے اور یہ اینگلوسیکسن۔ یہ تو کوئی انصاف کی بات نہیں کہ فلموں، سکولوں، چرچوں اور یونیورسٹیوں اینگلوسیکسن افکار کو تو یہ کہہ کر داخل ہونے سے روک دیا جائے کہ یہ فرقہ پرستی ہے، یہ نسل پرستی ہے، یہ خیالات فرسودہ ہو چکے ہیں، یہ رجعت پسندانہ خیالات ہیں یا یہودی خیالات ہی کو اینگلوسیکسن خیالات بنا کر پیش کیا جائے۔ مقابلہ آزادانہ ہو، پھر اگر یہودی خیالات فوقیت حاصل کر جائیں تو یہ ان کا حق ہے، مگر ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ یہودی خیالات اسی صورت میں پنپتے اور پھلتے پھولتے ہیں جب پہلے عوام کے ذہنوں سے ان کی اپنی تہذیب کے اثرات اور ان کے اپنے عقائد زائل کر دیئے جائیں۔

یہودی حملہ آور ہو چکے ہیں وہ جنگ کا آغاز کر چکے ہیں۔ ہم اس سے ڈرتے نہیں، بے شک جنگ ہو لیکن ہر شخص کو اس بات پر اصرار کرنا چاہئے کہ جنگ منصفانہ طریق سے لڑی جائے۔ کالج کے طلباء اور صاحب فکر لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہودیوں کا مقصد ان لوگوں کے افکار اور نسل کو مٹانا ہے جنہوں نے اس ساری تہذیب کی بنیاد رکھی تھی اور جن پر آئندہ تہذیب کا دارومدار ہے۔ انہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ حملہ آور کون ہیں۔ (صفحہ نمبر: ۱۵، ۱۶)

اسی کتاب کا دوسرا حصہ

فتنہ یہود کے خفیہ عزائم

یعنی

ساری دنیا پر اقتدار جمانے کا
خوفناک خفیہ یہودی منصوبہ

ہمیں غیر یہود کی تعلیم کو اس انداز میں مرتب کرنا ہے کہ وہ کسی معاملہ میں کوئی قطعی فیصلہ نہ کرسکیں۔ (صفحہ نمبر:۹۹)

ہم غیر یہود کی بے پایاں ہوس، حرص، نفرت، غضب اور ظالمانہ انتقام سے کام لیتے ہیں۔ ہم ہی وہ چشمہ ہیں جہاں سے دہشت اور بربریت کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ (صفحہ نمبر:۱۰۳)

ہم غیر یہود کی نوجوان نسل کو بے وقوف بنا چکے ہیں۔ ہم نے ان میں بدمعاشی اور بددیانتی کو فروغ دے کر انہیں غلط نظریات و عقائد کا تابع بنادیا ہے۔ (صفحہ نمبر:۱۰۴)

جو کچھ ہم اپنی بکھری ہوئی قوم کیلئے براہِ راست حاصل نہیں کرسکتے اسے گول مول طریقوں سے حاصل کریں گے۔ اسی مقصد کیلئے ہم نے فری میسن تحریک چلا رکھی ہے۔ (صفحہ نمبر:۱۰۶)

ہم دنیا کو اس حد تک ''آزادی'' کے فریب میں مبتلا کرچکے ہیں کہ اب ہر آزادی پسند عملاً انارکسٹ (بے قانون) بن چکا ہے اور یہ لوگ محض احتجاج کی خاطر احتجاج کئے جاتے ہیں۔ (صفحہ نمبر:۱۰۷)

ہم ان کے دانشوروں کو نئے اور عجیب وغریب نظریات پر بحثوں میں اُلجھائے

رکھیں گے اور کہیں گے کہ یہ ترقی پسند نظریات ہیں۔ غلط افکار کی مانند ''ترقی'' کا لفظ بھی سچائی کو محو کرنے کے کام آتا ہے۔ کون اندازہ کر سکتا ہے کہ سب دانشور صدیوں سے ہمارے سیاسی منصوبہ کے مطابق کام کر رہے ہیں۔ (صفحہ نمبر: ۱۰۹)

جو ممالک ترقی یافتہ اور روشن خیال سمجھے جاتے ہیں وہاں ہم نے بے معنی، گندہ اور قابل نفرت فحش لٹریچر پیدا کر دیا ہے۔ (صفحہ نمبر: ۱۱۰)

۵۰- اردو برائے جماعت ہفتم

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور
تعلیمی پالیسی ۱۹۹۸ء تا ۲۰۱۰ء
صفحہ نمبر ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵

انگریز برصغیر میں تاجر بن کر آئے اور تاج ور بن گئے۔ وہ اپنے ساتھ اپنا نظام تعلیم بھی لائے۔ اس نظام تعلیم کا مقصد ایسے طلبہ کی کھیپ تیار کرنا تھا جو رنگ اور نسل کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر اخلاق اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو۔ انگریزوں نے پراپیگنڈے کا ہتھیار استعمال کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ وہ ہندوستان کی ترقی اور خوش حالی چاہتے ہیں، حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس تھی (ہے) وہ ہندوستان کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے تھے (ہیں) اور ہندوستان کی دولت انگلستان کی خوش حالی میں اضافے کا باعث بن رہی تھی (ہے)۔

اکبر الہ آبادی نے مغربی تہذیب وتمدن کی اندھی تقلید پر شدید نکتہ چینی کی ہے۔ مغربی تہذیب کا دلدادہ گروہ مذہب کو سائنس اور فلسفے کے تابع بنا رہا تھا (ہے)۔ جدید تعلیم یافتہ طبقے کے ذہنوں پر مغرب کا رعب قبضہ جما چکا تھا (ہے)۔ سیاسی غلامی تو تھی ہی (ہے)، اب ذہنی غلامی کا آغاز بھی ہو چکا تھا (ہے)۔ یہ اس ذہنی غلامی کا ہی نتیجہ تھا (ہے) کہ یہ طبقہ مغرب کی ہر بات کو اعلیٰ و برتر اور مشرق کی ہر چیز کو ادنیٰ و

پست سمجھنے لگا تھا (ہے)۔ اکبر نے اس مشکل گھڑی میں قوم کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔

اپنی حکومت کو دوام بخشنے کیلئے انگریز قوم نے یہاں ایسا نظام رائج کیا جس کا مقصد مسلمانوں کے ذہنوں سے ماضی کی شان وشوکت اور عظمت وسطوت (غلبہ) کا نقش مٹا دینا تھا (ہے)۔ چنانچہ تعلیمی ادارے بنائے گئے، یورپ سے استاد منگوائے گئے اور ایسا نظامِ تعلیم رائج کر دیا گیا، جس نے چند برسوں میں لوگوں کے ذہن تبدیل کر دیئے۔

اکبر آلہ آبادی مغربی تعلیم کے مخالف اسی لئے تھے کہ اس نے مسلمانوں کو ان کے آباؤ اجداد سے غافل کر دیا تھا، مسلمان اپنے ماضی کی درخشاں روایات سے بے بہرہ ہوتے چلے جا رہے تھے (ہیں)۔

شیخ مرحوم کا قول اب مجھے یاد آتا ہے۔

؎ دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے

جدید تعلیم سے آراستہ افراد اپنی معاشرت سے بیگانہ ہوتے جا رہے تھے (ہیں)۔ وہ انگریزی تہذیب اور معاشرت پر جان چھڑکنے لگے تھے (ہیں)۔ وہ انگریزی تمدن سے اس قدر مرعوب ہو چکے تھے (ہیں) کہ انگریزی بولنے میں فخر محسوس کرتے (ہیں)، اپنی گفتگو میں یورپی مفکرین کے حوالے دیتے (ہیں)۔ ان کے نزدیک قدیم تعلیم یافتہ افراد غیر مہذب تھے (ہیں)۔ گویا اس نئی نسل نے اپنے آباؤ اجداد کے خلاف بغاوت کا حکم (جھنڈا) بلند کر دیا تھا (ہے)۔ اکبر نے اپنی شاعری کے ذریعے سے مغربیت کے سیلاب کے آگے بند باندھنے کی کوشش کی۔ انہوں نے یہ کہہ کر قوم کو احساس دلایا۔

طفل (بچہ) سے بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ تو ڈبے کا ہے، تعلیم ہے سرکار کی

ہم ایسی کل کتابیں قابل ضبطی سمجھتے ہیں
کہ جن کو پڑھ کے لڑکے باپ کو خبطی (پاگل) سمجھتے ہیں
تعلیم جو دی جاتی ہے ہمیں وہ کیا ہے فقط بازاری ہے
جو عقل سکھائی جاتی ہے وہ کیا ہے فقط سرکاری ہے

انگریزی تعلیم کا مقصد لائق، ہنر مند اور ذہین افراد تیار کرنا نہ تھا (ہے) بلکہ کلرک پیدا کرنا تھا (ہے)۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں انگریزی تعلیم زیادہ تر آرٹس کے مضامین تک محدود رہی۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے علم سے مسلمانوں کو واقف کرانا انگریزی تعلیم کا مقصد نہیں تھا۔ اکبر انگریزی تعلیم کو خوب سمجھتے ہیں۔

چار دن کی زندگی ہے کوفت سے کیا فائدہ
کھا ڈبل روٹی، کلرکی کر، خوشی سے پھول جا
مذہب چھوڑو، ملت چھوڑو، صورت بدلو، عمر گنواؤ
صرف کلرکی کی امید اور اتنی مصیبت توبہ توبہ

مغربی تہذیب نے پرانی اقدار پر حملہ کیا تھا (ہے)۔ ہماری پرانی قدریں ہمیں اخلاص وتقویٰ سکھائی تھیں (ہیں)، اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کا درس دیتی تھیں (ہیں)۔ مغربی تہذیب کا مرکز ومحور خود غرضی اور ظاہر داری تھا (ہے)۔ یہ تہذیب مادہ پرستی سکھا رہی تھی (ہے)۔ اب دولت ہی سب سے بڑی قدر بن گئی تھی (ہے)۔ اکبر نے اس صورتِ حال کی تصویر کشی ان الفاظ میں کی ہے۔

نہیں کچھ اس کی پرسش الفت اللہ کتنی ہے
سبھی یہ پوچھتے ہیں آپ کی تنخواہ کتنی ہے

مغربی تہذیب نے عورت کو بے باکی اور بے پردگی سکھائی۔ اکبر نے اپنی شاعری میں مشرقی (گھریلو باپردہ) اور مغربی عورت (سکول وکالج والی) کا موازنہ

کیا۔ مشرقی عورت (گھریلو باپردہ) اپنے خاوند کے آرام وسکون کا خیال رکھتی ہے، اپنے بچوں کی تربیت کی طرف خاص توجہ دیتی ہے جبکہ مغربی عورت (سکول وکالج والی) تو آزادی پسند ہے، وہ ناچنے گانے اور گھومنے پھرنے کو گھر کی چار دیواری پر ترجیح دیتی ہے۔ اکبر کو مشرقی عورت (گھریلو باپردہ) عظمت کا مینار نظر آتی ہے۔ وہ مغرب زدہ عورت (سکول وکالج والی) سے شدید نفرت کرتے ہیں۔

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ کدھر گیا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

☆☆☆☆☆

حامدہ (مسلمان لڑکی) چمکی نہ تھی، انگلش سے جب بیگانہ تھی
اب ہے شمع انجمن (کنجری)، پہلے چراغ (باپردہ) خانہ تھی

☆☆☆☆☆

حصول مقاصد کا ایک نمونہ

پروفیسر (ریٹائرڈ) رفیق
سابق صدر شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج، لاہور

کی کفریہ بکواسات

۱- جنت، دوزخ کا حقیقی طور پر کوئی وجود نہیں ہے دراصل یہ Mortal Status (فانی مقام، صورت حال) ہے، عذاب قبر کا کوئی وجود نہیں ہے، قبر کی زندگی Sleeping Life (چپکے سے پڑے رہنا یا آرام کرنا) ہے۔

۲- قرآن سے مراد قرآن کی آیات کا لفظی مضمون نہیں، بلکہ ہر آیت اور ہر حدیث کے پیچھے ایک Thought (سوچ، خیال) ہوتا ہے اور قرآن سے وہی مقصود ہے الفاظ کا کچھ اعتبار نہیں۔

۳- قرآن متروک (یعنی ترک کیا ہوا، چھوڑا ہوا) ہو چکا ہے، اب ایک فنی کتاب کی ضرورت ہے۔

۴- قرآن کو صرف Message (پیغام) سمجھا جائے، اگر سارا قرآن غلط ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا قرآن کی تھیوری (قیاس، خیال، نظریہ) اگر غلط ہے تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔

۵- سورج کے غروب ہونے کے بارے میں سائنس کہتی ہے کہ سورج غروب نہیں ہوتا، جبکہ قرآن اور حدیث میں متواتر سے اس کے غروب ہونے کی بابت بتایا گیا ہے، جو غلط ہے۔

۶- خدا کو ایک کہیں دو کہیں یا چار کہیں، اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اللہ پاک

ہے اس کو اعداد (گنتی) میں نہ پرکھیں۔

۷- عذاب قبر مولویوں کی خام خیالی ہے۔ حدیث کے ظاہری الفاظ پر نہیں جانا چاہئے۔ الفاظ کوئی معنی نہیں رکھتے۔ اصل چیز مفہوم ہے۔

۸- حضرت علی (رضی اللہ عنہ) مسلمان نہیں تھے کافر تھے۔ (نعوذ باللہ نقل کفر، کفر نباشد)

۹- داڑھی رکھنا ضروری نہیں ہے، نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) چونکہ عرب میں پیدا ہوئے جہاں کہ داڑھی رکھنے کا رواج تھا، عرب والوں کی بھی داڑھی تھی اس لئے آپ نے بھی داڑھی رکھ لی اگر آپ امریکہ میں پیدا ہوتے تو آپ کلین شیو ہوتے، تھری پیس سوٹ پہنتے اور ٹائی لگاتے۔

۱۰- اسلامی نظریۂ حیات، نظریۂ پاکستان اور دو قومی نظریہ نصاب سے خارج کر دینا چاہئے۔

۱۱- واقعہ شق القمر (چاند کا پھٹ جانا، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا معجزہ) اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ واقعہ معراج محض روحانی خواب ہے۔

۱۲- مسلمان ہونے کیلئے کلمہ زبان سے کہنا ضروری نہیں، مسلمان ہونا محض تصوراتی ہے۔

حصول مقاصد کا ایک اور نمونہ

گورنمنٹ کالج لاہور کے شعبۂ عربی واسلامیات کا

پروفیسر خان چاولہ کی کفریہ بکواسات

۱- دورِ حاضر میں مجتہد (اجتہاد کرنے والا، فقہ اسلامی کی اصطلاح میں قرآن و سنت اور اجماع پر قیاس کر کے شرعی مسائل کو اخذ کرنے والا) نبوت کے منصب پر فائز ہے کیونکہ ایک مجتہد نبوت کا فریضہ ادا کرتا ہے۔

۲- جو لوگ عمل صالح کریں اور اللہ پر ایمان نہ لائیں، اللہ انہیں جہنم میں داخل نہیں فرمائے گا۔

۳- متقی اور پرہیزگار شخص پر نماز فرض نہیں، صرف گنہگار اور سیاہ کار شخص نماز ادا کرے، کیونکہ قرآن نے کہا ہے: (ترجمہ ''بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔'') تو پھر جو مریض نہیں وہ دوا کیوں استعمال کرے۔ بے حیا اور بدکار آدمی کو ہی نماز ضرور پڑھنی چاہیے۔

۴- قرآن پاک میں جہاں سؤر کا گوشت حرام قرار دیا گیا ہے وہاں اس سے مراد وہ خنزیر نہیں جو گھروں میں پالے جائیں چونکہ گھر میں پالے ہوئے خنزیر گندگی نہیں کھاتے لہٰذا وہ خنزیر کھانا حلال ہے، سمندری خنزیر بھی حلال ہے، علت (سبب) نجس ہونے کی ہے جب علت ختم ہوگئی تو سؤر نجس نہیں رہا اس کو خود پالا گیا ہو اور گندگی سے بچایا گیا ہو تو عین حلال ہے۔

۵- حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے مرتدین زکوٰۃ سے زکوٰۃ وصول کر کے دینی فریضہ ادا نہیں کیا بلکہ سیاسی بصیرت (سیاست کی سوجھ بوجھ) کا ثبوت دیا۔

۶-حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے عیسائی قبیلہ بنی تغلب سے ایک موقعہ پر جزیہ کی بجائے زکوٰۃ وصول کی تھی اور ایسا مصلحت کی بنا پر کیا، تا کہ اسٹیٹ (ریاست) کو تحفظ حاصل ہو۔

۷-حدیث، قرآن کو منسوخ کر سکتی ہے، بندہ خدا کی صفت کا مظہر ہے لہٰذا ایک خدا کا تصور عبث (بے فائدہ، بے کار) ہے۔ بندہ خالق بھی ہے، رازق بھی ہے، رحیم بھی ہے، کئی خداؤں کا تصور قرآنی تعلیمات کے برعکس (مخالف) نہیں۔

۸-خلفائے راشدین کے زمانہ میں کفار و مشرکین کو بیت اللہ میں جانے سے نہیں روکا جاتا تھا۔

۹-آج کل کے یہود و نصاریٰ کو قلبی دوست بنایا جا سکتا ہے، چونکہ یہ اہل کتاب نہیں ہیں۔

۱۰-جب تک ہم قرآن کو نہیں چھوڑیں گے، ترقی نہیں کر سکتے۔ قرآن نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے، ہدایت بہت کم کو ملی ہے، زیادہ تر گمراہ ہوئے ہیں۔

۱۱-فقہا (علم فقہ کے عالم) کا عقل کا خانہ خالی تھا، پرائیویٹ سیکٹر (اللہ کے ولیوں کی طرف اشارہ ہے) کا اجتہاد میں نہیں مانتا، صرف حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے اجتہادات کا میں قائل ہوں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد کو میں نہیں مانتا۔

۱۲-پروفیسر چاولہ بکتا ہے کہ نبی کریم کا ارشاد ہے: خیر الناس من ینفع الناس (ترجمہ: ''لوگوں میں سب سے اچھا وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔'') اس سے ثابت ہوا کہ جن لوگوں نے انسانیت کیلئے مفید کام کئے وہی اچھے لوگ ہیں یعنی جنہوں نے جہاز بنائے، بجلی بنائی، نئی نئی ایجادات کیں اور انسانیت کو نفع پہنچایا، وہی لوگ اچھے ہیں، اعمال صالحہ کے ساتھ ایمان سے مراد صرف انسان کی ہوشمندی اور بلوغت ہے۔ یہ کیا مضحکہ خیز (ہنسی مذاق میں ڈالنے والی) بات ہے کہ مولوی جو کوئی

کام بھی نہیں کرتے، جنت میں چلے جائیں اور انسانیت کی خدمت کرنے والے جہنم میں جائیں۔

۱۳- روزہ انسانی قوتوں کو مضمحل (کمزور) کر دیتا ہے، جبکہ قرآن انسان کو مضبوط اور طاقتور دیکھنا چاہتا ہے۔ روزہ سے انسان کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے۔ طالب علم اگر کمزور ہوگا تو پڑھائی کیسے کرے گا۔

شیطانی تعلیم کے اغراض و مقاصد کا خلاصہ

پیش کردہ بیانات کی روشنی میں

۱- انگلش زبان کے ذریعے اسلام سے خارج کر کے کافرانہ زندگی بالآخر عیسائیت تک پہنچانا۔

۲- مسلمانوں کے مفادات اوران کی قومی روایات کی مخالفت کرنا۔

۳- مذہب کی تحقیر وتوہین کرنا۔

۴- اسلام اور قرآن کے متعلق پختہ اعتقاد نہ رہنے دینا۔

۵- چند مذہبی رسومات کے علاوہ باقی تمام اسلام کو ختم کرنا۔

۶- مولویوں اور دینی رہبروں کو یہود ونصاریٰ کے تمام کافرانہ ظالمانہ منصوبہ جات کے ساتھ متفق بنا کر کافر ومنافق بنانا۔

۷- پاک بھارت اختلافات و دنا کو ختم کرنا یعنی بوجہ بے غیرت ہونے کے۔

۸- ایٹمی خطرے سے یورپ کو محفوظ کرنا۔ بوجہ تعلیمی منافقین کے۔

۹- شرع محمدی کو تعلیم کا مقصد نہ بنانا بلکہ محض عربی لٹریچر کو انگریزی کے ساتھ رکھنا۔

۱۰- اسلامی نظام حکومت کا راستہ روکنا۔

۱۱- مسلمانوں کی طرف سے لاحق خوف کو ختم کرنا۔

۱۲- اسلامی جہاد کا تصور ختم کرنا۔

۱۳- مادی اسلام (یعنی جس میں محض دنیاوی مفادات پیش نظر رہیں) پیش کرنا جس کو جدید، ماڈرن، روشن خیال اور یورپی اسلام کہا جاتا ہے۔

رکھنا۔

۱۴- یہودیوں کی حکومت کو برقرار رکھنا۔

۱۵- عوام الناس پر علماء حق کی دینی گرفت کو ختم کرنا، تاکہ وہ یہود ونصاریٰ کے پنجے میں آسانی سے گرفتار ہو جائیں۔

۱۶- مسلمانوں کو فکر و عمل کی قوت سے خالی کرنا، یعنی پیٹ کی فکر میں لگائے رکھنا۔

۱۷- سائنسی فنون کو دینی تعلیم کے ساتھ ملانا، تاکہ سائنسی فنون میں شامل کافرانہ نظریات وتہذیب کی بدولت راہِ راست سے ہٹا کر شیطانی راہ پر چلایا جائے جس پر وہ خود چل رہے ہیں۔

۱۸- یہودیوں کے مطابق ہر فرد کی شخصیت سازی کرنا۔ (یعنی ان کے رنگ میں ڈھالنا)

۱۹- مسلمانوں میں عقائد حقہ اور ایمانیات کو ختم کرنے کیلئے ان میں پیدا ہونے والے فرقوں کے کافرانہ یا گمراہانہ نظریات کو حق کے ساتھ ملا دینا، اس کے بعد وہ یہود ونصاریٰ کے کسی بھی کفر کو کفر نہ سمجھیں گے۔

۲۰- جنگ کے بغیر مسلمانوں کو فتح کر لینا یعنی تعلیم کے ذریعے اپنا حامی بنا لینا جیسا کہ پاکستانی فوج اور حکومت کے کردار سے واضح ہے کہ امریکی فوج بغیر لڑائی کے ملک میں گھس کر مسلمانوں کو مار رہی ہے۔

۲۱- مسلم معاشروں پر اثر انداز ہونے کا واحد ذریعہ یہی ہے۔

۲۲- مسلمانوں میں دہشت گرد، فسادی اور لوٹ مار کرنے والے ذہن تیار کرنا جن کو محض معاشرے کی پریشانی، اسلام کی بدنامی اور مسلمانوں کو مارنے کے جواز کی فراہمی کیلئے استعمال کیا جائے۔

کلام الملوک، ملوک الکلام

بادشاہوں کا کلام بھی بادشاہ ہوتا ہے

تکبر اور ناجائز کام جن کی پہچان
یہ ہیں پڑھے لکھے جاہل بات میری مان

سلطنت انگریز کی اور نام ''پاکستان'' ہے — ناسخ ہے انگریز اور منسوخ ہوا قرآن ہے
شوق ہے انگریزی کا اور نام مسلمان ہے — کیا بتاؤں، کیا کہوں کہ کتنا کم عرفان ہے
علم سمجھا ہے جسے وہ فقط زبان ہے — علم اصل ہے وہی جس کا ہمیں فرمان ہے
لڑکیاں اسکول جائیں بے ضمیری اپنی دیکھ — کتنی کم ہے سوچ تیری، کیسا تو نادان ہے
صدر سے چپڑاسی تک جاہل، کرتے ہیں ناحق — اور تکبر ہی تو ہے ''جاہل'' کا جو نشان ہے
ظالموں اور کمینوں کو سزا نہ دے جو بادشاہ — جان لے اس کو کہ نااہل ہے بے ایمان ہے
ہو خیالِ ٹیکس اور وہ خود عیاشی میں رہے — ایسا حاکم ملک کا شیطان ہے، مروان ہے
چوری، ڈاکہ اور رشوت ایک ہی تو چیز ہے — بلکہ رشوت سب سے ''بد'' اور راشی سب کا خان ہے
راشی ہو اینٹی کرپشن، پھر کرپشن کب رُکے — لعنتی اینٹی کرپشن رشوت کی پرستان ہے
حکمِ کافر مانے اور رکھے مشرف نام تو! — بلکہ تو مشرک ہے اولادِ لعین مروان ہے
اسکول ضد اسلام کی اور مومنوں کی حکمران — روح کش، جسم پرور ہیں گمراہ ان سے جہان ہے
عدلیہ گر عدل چھوڑے ملک ہوتا ہے تباہ — ملک ویران ہوتا ہے جیسے قبرستان ہے
عدلیہ خود کرتی ہے رشوت خوری، ظلم وستم — ملک کی ایسی عدالت بدتر از شیطان ہے
گر خلاف عدلیہ مسلم بولے تو مجرم ہے وہ — گر خلاف حق کرے اتنا بڑا ذیشان ہے
تو ہے سرحد کا محافظ ملک اندر سے تباہ — فوجی افسر ہیں عیاش اور ملک اب ویران ہے
حکم سب انگریز کا، حاکم غلام انگریز کے — کرتا ہے آزادیاں تو کتنا کم پہچان ہے

نام لے کشمیر کا دنیا سے بدحاکم تیرے
لٹ گیا ہے ملک سارا بن کے قبرستان ہے

آگے سپاہی اپنے کے بھاگے تو گیدڑ کی طرح
کیا لڑے گا جا کے تو، وہ فوجِ ہندوستان ہے

ووٹوں کا قائل ہے جو اسلام کا قاتل ہے وہ
نیک کنجر سب برابر، کتنا تو انجان ہے

ملک، دین، اسلام اور غیرت کے دشمن حکمران
بس ہوا ہے ثابت اب تو کتنا بدعنوان ہے

دشمن حق سے مسلمان کھیلتا ہے آج تو
پر وہ مسلم ہی نہیں سن لو وہ تو ''عمران'' ہے

جنگ کے میدان میں تھپیڑے کھاتا ہے تو جابجا
اور لیکن ہر گھڑی کرکٹ میں سرگردان ہے

رسم و کثرت نے کیا ہے قوم کو غرق آج تک
حق رہا ہے اقلیت میں پڑھ لے تو قرآن ہے

داڑھی اور مونچھیں صفا چہرہ تیرا انگریز کا
شکل عورت کی بنا لعنت کا لے سامان ہے

ڈوبیں مسلم لاکھ گر پرواہ نہیں تجھ کو ذرا
ملا ڈوبے ایک گر کرتا پھرے اعلان ہے

علم و حفظ و نہج نہیں ہے کلمہ سے بڑھ کر کوئی
کلمہ کو جو کچھ نہ سمجھے جان لو وہ ''ہامان'' ہے

اشتہاروں کو جو چسپاں کرتا ہے دیوار پر
بے ادب گستاخ ہے وہ بدتر از حیوان ہے

ننگے سر پھرتا ہے اور گانے سنے تو رات دن
پردہ اور ایمان گیا بے حد ہوا نقصان ہے

سود کا رکھا پرافٹ نام ان ابلیسوں نے
مالک و خالق سے یہ تو جنگ کا اعلان ہے

اور یہ جاہل آرہے ہیں بن کے سب اسکولوں سے
جاہل ہیں استاد سارے ان کی سکول دکان ہے

ہل اسلام کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

پانچ سو سالہ سازش۔

عرب کے ابوالفیض محدث غماری مصری اپنی کتاب مطابقة الاختراعات العصرية

لما اخبر به سید البریۃ مطبوعہ مصر کے صفحہ: ۶۵ پر رقم طراز ہیں۔

وهذه المدارس هي أخطر على الاسلام وأعظم ضرر على أهله فانها السبب الوحيد فى القضاء على الدين وانتزاعه من الشباب المتعلم فيها والمتخرج منها، وفساد أخلاقهم وكفرهم والحادهم فان الكفار لعنهم الله بعد تفكير طويل فى أسباب القضاء على الاسلام وتجارب دامت أكثر من خمسمائة سنة لم يجدوا لذالك وسيلة انجح ولا طريقا أقرب من هذه المدارس ولذالك وجه عنايتهم اليها والى الاكثار منها فى كل قطر استعمروه لأجل القضاء على الاسلام بعد ان عقد واعدة مؤتمرات..... هو مفصل فى كتاب "الغارة على العالم الاسلامى" و كتاب "المستشرقون" وهما كتابان ينبغى لكل مسلم مغرور بالاستعمار مفتون بحضارة الافرنج أن يقرأهما حتى يكون على بصيرة من مقاصد المستعمرين ويتحقق من الغاية المقصودة لهم من حرصهم على تعليم أولاد المسلمين ولا سيما البنات، فقد صرحوا لعنهم الله بأن البنت المسلمة اذا تعلمت اللغة الا فرنجية فانها ستتخلق بأخلاق الافرنج

وتشيع بروح الفرنج بسبب التعليم أولا، ثم بما تقرؤه من المجلات والجرائد والكتب الافرنجية وبذالك تضعف فيها الروح الاسلامية والتعاليم الدينية، ثم تكون هي وحدها مدرسة اذا صارت أمالتربى أولادها على الروح الافرنجية فينشئون بعيدين عن الدين جاهلين به، وبذالك يقع انسلاخهم من الدين ومروقهم من الاسلام، وقد جائتهم المدارس بالنتيجة المرغوبة لهم، هي انسلاخ الشباب المتعلم في مدارسهم من الدين وان لم يتحقق الديانة المسيحية الا أنه اعدى للاسلام والمسلمين من مسيحية بألف درجة، فقد اصبحوا يحاربون الاسلام علانية في الوقت الذى تحارب فيه المسيحية الاسلام خفية . وأصبحوا يحاربون الاسلام بعنف وقوة وصلابة في الوقت الذى، تحاربه المسيحية بلين وتدرج وسياسة، فكل شيطان منهم اضر على الاسلام من ألف كافر .

یعنی سکول، کالج، یونیورسٹیاں ہی اسلام کیلئے سب سے بڑا خطرہ اور مسلمانوں کیلئے سب سے زیادہ نقصان دہ ہیں کیونکہ دین کو ختم کرنے اور نوجوان طالب علم کے دل ودماغ سے اس کو نکالنے اوران کے اخلاق و عادات تباہ کرنے اوران کے کفروالحاد کا واحد سبب یہی ہیں کیونکہ کفار (لعنهم الله) اسلام کو ختم کرنے کے اسباب میں غوروفکر اور پانچ سو سال سے زائد مسلسل تجربات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ سکولوں کالجوں سے بڑھ کر اس مقصد کیلئے کوئی طریقہ کار کامیاب اور قریب ترنہیں۔

لہذا انہوں نے اپنی تمام تر توجہ اپنے تعلیمی اداروں کی طرف کردی اور اپنی نوآبادیات دنیائے اسلام میں انہیں کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے میں مصروف ہو گئے اس سلسلہ میں انہوں نے متعدد اجلاس بلائے جیسا کہ کتاب الغارۃ علی العالم الاسلامی اور کتاب المستشر قون میں مفصل ہے۔

یہ وہ دو کتابیں ہیں جن کو پڑھنا ہر اس شخص پر ضروری جو مغربی استعمار کا دلدادہ ہو چکا ہے اور انگریزی تہذیب کے فتنہ میں مبتلا ہو چکا ہے تا کہ مغربی نوآبادیاتی نظام کے مقاصد کو بصیرت کے ساتھ جانے اور ان کے تعلیم کے بارے کوششوں کے اغراض و مقاصد کی تہہ تک پہنچنے بالخصوص لڑکیوں کی تعلیم انگریزوں لعنھم اللہ نے صاف الفاظ میں بیان کردیا ہے کہ جب مسلمان لڑکی انگلش سیکھے گی تو عنقریب فرنگی عادتیں اپنالے گی اور ابتداً بذریعہ تعلیم فرنگی روح (یعنی فکر) اس میں سرایت کرے گی ثانیاً انگریزی رسائل و جرائد اور کتابیں پڑھنے سے اور اس کے ساتھ ہی اس کی اسلامی فکر کمزور پڑ جائے گی اس طرح ایک وقت پر یہ اکیلی لڑکی ہمارا مکمل مدرسہ ہوگی اور اپنی اولاد کی جب تربیت کرے گی تو ہماری فرنگی روح اور فکر کے مطابق تربیت کرے گی جس کے نتیجہ میں وہ اولاد دین سے دور اور اس سے جاہل پروان چڑھے گی اور اس کی وجہ سے دین سے بالکلیہ نکل جائیں گے یوں انگریزوں کا مطلوبہ نتیجہ آسانی سے حاصل ہو جائے گا۔

وہ ہے نوجوان کا دین سے باغی ہونا اگرچہ عیسائیت کو قبول نہ بھی کریں۔ اسلام اور مسلمانوں کیلئے سب سے بڑے دشمن تو بن جائیں آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہی سکولی طبقہ اسلام کے ساتھ اس وقت علانیہ جنگ

میں مصروف ہیں جس وقت عیسائی خفیہ جنگ کررہے ہیں اور اسلام کے خلاف پوری شد و مد کے ساتھ برسرپیکار ہیں جس وقت کہ عیسائی نرمی اور آہستگی وسیاست کے ساتھ مصروف جنگ ہیں۔

پس اس تعلیم یافتہ طبقہ کا ہر شیطان اسلام کیلئے ہزار کافر سے زیادہ نقصان دہ ہے پھر چند سطر بعد سکولی ملحدین و زندیقوں کے اوصاف حدیث شریف سے بیان فرماتے ہیں۔

فصل

روی البخاری و مسلم من حدیث علی رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم سیخرج فی آخر الزمان قوم احداث الأسنان سفهاء الأحلام یقولون من خیر قول البریة، لایجاوز ایمانهم حناجرهم، یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة، فاینما لقیتموهم فاقتلوهم، فان فی قتلهم اجراً لمن قتلهم، وروی أحمد و الترمذی وابن ماجة من حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ویخرج فی آخر الزمان قوم أحداث الاسنان سفهاء الأحلام یقولون من خیر قول الناس یقرئون القرآن لایجاوز تراقیهم یمرقون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمیة فمن لقیهم فلیقتلهم فان قتلهم أجر عند اللہ لمن قتلهم، فهؤلاء الأحداث المذکورون هم هذا الشباب الفاسد الکافر الملحد المارق من الدین الذین یتمشدقون بالوطنیة والجهاد ومحاربة الاستعمار الذی هو

من خير قول البرية، وهو اول من يثبت قدم الاستعمار ويبصر الكفر ينشر مباديه وعوائده وأخلاقه وملابسه وعقائده، ومحاربته للأسلام والقضاء على محاسنه وآثاره والسعى فى قلعه من النفوس، والدعوة الى ذالك بالقول والعمل والقوة بقدر مافى الوسع والأمكان، بل لو وجدوا السبيل لكفروا الناس بالقوة كما فعل أتاتورك لعنه الله۔

یعنی بخاری ومسلم نے علی پاک کی حدیث سے روایت فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانہ (یہی واضح قرینہ ہے اس پر کہ حدیث سکولیوں کے متعلق بھی ہے چشتی عفی عنہ) میں کچھ لوگ ظاہر ہوں گے جو نوعمر ہوں گے کم عقل ہوں گے بات خیر البریہ علیہ السلام کی کریں گے ایمان ان کے حلق سے تجاوز نہیں کرے گا دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے تو جہاں انہیں پاؤ قتل کرو کیونکہ ان کے قتل میں قاتل کیلئے اجر ہے۔

اور احمد ترمذی، ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی جو نوعمر ہوگی بے قوف ہوگی۔ باتیں اچھی کریں گے قرآن پڑھیں گے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے تو جو ان سے ملے ان کو قتل کردے کیونکہ ان کا قتل اللہ تعالیٰ کے ہاں قاتل کیلئے ثواب ہے۔

پس یہ مذکورہ نوعمر لوگ یہی سکولی نوجوان ہیں جو فسادی کافر ملحد دین سے خارج ہیں وطنیت (ترقی اسلام کی بات اچھی بات) جہاد اور مغربی استعمار کے جنگ جیسے

دعویٰ کرتے ہیں جو کہ اچھی بات ہے حالانکہ استعمار کا قدم جمانے والے ہیں اور کفری مبادیات، اس کے فوائد، اس کی عادتیں، اس کے ملبوسات، اس کے عقائد اور کفری اسلام کے ساتھ جنگ، اسلام کی خوبیوں کو ختم کرنا، اس کے آثار مٹانا، لوگوں کے دلوں سے اس کو نکالنا، قول وفعل اور قوت کے ذریعہ بقدر امکان مخالفت کی دعوت دینا یہ سب کام انہیں کے ہیں۔ بلکہ یہ لوگ اگر طاقت پاتے تو لوگوں کو جبراً کافر بناتے جیسے کمال اتاترک نے کیا ہے خدا کی اس پر لعنت ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ رضویہ جلد: ۳، صفحہ: ۱۸۶ پر ہے سالہا سال سے جو علی گڑھ کالج انہیں مقاصد (یعنی ترقی اسلام وغیرہ) کیلئے قائم ہے اس کے ثمر سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو نیم عیسائی کر چھوڑا اس کے اکثر تعلیم یافتہ اسلام وعقائد اسلام پر ٹھٹھے اڑاتے ہیں آئمہ وعلماء کو مسخرہ بتاتے ہیں خود غرضی وخود پسندی، دنیا طلبی، دین فراموشی یہاں تک کہ داڑھی وغیرہ اسلامی وضع سے تنفران کا شعار ہے جب ادھورے کے یہ آثار ہیں تکمیل کے بعد جو ثمرات ہوں گے آشکار ہیں۔

قیاس کن ز گلستان او بہارش را

۳- الدلائل القاہرۃ علی الکفرۃ النیاشرۃ پر تصدیق کرتے ہوئے علماء رامپور لکھتے ہیں:

نیچری ایجوکیشنل کانفرنسیں یا ان کے فضلے ندوہ مخذولہ کی شرکت بدنی ہو یا مالی قطعی حرام اور اس کو حلال اور دینی خدمت سمجھنے والا کافر وبے دین ہے۔

ملعون نیچریوں نے خوشنودی نصاریٰ کیلئے حب جاہ میں گرفتار ہو کر انگریزی کا جال پھیلا رکھا ہے جس سے اس گروہ نابکار یعنی نالائق بندۂ کفارہ کی غرض فاسد یہ ہے کہ جوہر ایمان مسلمان نادان بچوں کے سینے سے مٹ جائے مگر ان اشرار ناہجار کو اس رہزنی کے صلے میں کوئی منصب یا جہنمی خطاب مل جائے ہنوز ایک ماہ نہیں گزرا کہ آل

انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس مدارس میں منعقد ہوئی جس کے صدر آنریبل خان بہادر عزیز الدین احمد سی آئیائے کلکٹر آف ویلور نے خطبہ صدارت فرماتے ہوئے کہا کہ مسلمان بچوں کو ابتدا میں قرآن خوانی سے جو نقصانات پیدا ہوئے ہیں آگے چل کر وہ انگریزی تعلیم میں حارج ہوتے ہیں آگے چل کر فرماتے ہیں کہ جو مادر وطن کے فرزند ایم اے یا بی اے کی ڈگریاں حاصل کرنے کیلئے کوشش کر رہے ہیں تو ان کو ایام رمضان میں روزہ بالکل نہ رکھنا چاہئے کیونکہ صوم سے طالب علموں کے نوائے عقلی و حسی کمزور پڑ جاتے ہیں۔

ملاحظہ ہو مزید کیفیت کیلئے اخبار وکیل۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد: ۱۵، صفحہ: ۱۳۵)

انگریزی تعلیم کا نصاب

نصاب درج ذیل اشیاء پر ہمیشہ مشتمل رہا ہے اور رہتا ہے۔

انگریزوں کی تعظیم وتعریف

انگریزوں کی حکومت کی خدمت وحمایت کی پوری ذہنی و عملی تربیت اسلامی حکومت کی مخالفت خیال رہے کہ اگرچہ اسلامی حکومت کی مخالفت صراحۃً نہ بھی ہو التزاماً ضرور ہوتی ہے کیونکہ انگریزی حکومت کی موافقت اسلامی حکومت کی بعینہ مخالفت ہے جیسے موت سے موافقت ومحبت حیات سے مخالفت وعداوت ہے اگرچہ ذکر نہ بھی ہو اسلامی جہاد اور کفر وضلالت وفسق و فجور کی مخالفت کا خاتمہ یعنی کفر بالطاغوت کا جذبہ ایمان ختم کرنا، اسلامی تہذیب کی توہین و مذمت اسلامی بزرگوں یہاں تک کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخیاں اور...... فحاشی وعریانی، زناکاری، عورتوں کی بدکاری، شیطانی آزادی، بے پردگی، شراب نوشی، گانوں، باجوں کی باقاعدہ تعلیم اور دعوت وحوصلہ افزائی۔ اسلامی اخلاق وعادات پردہ حیا پرہیزگاری کی پوری مذمت، یہی وہ چیزیں ہیں جن کو سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، نصابی کتب

عربی، فارسی، اردو، انگلش میں پھیلایا جاتا ہے اور یہ سب کچھ بدترین کفر ہے حوالہ کیلئے امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ارشاد الحیاری فی تحذیر المسلمین من مدارس النصاری کی فصل ثالث سے عبارت پیش خدمت ہے۔

وانظر أيها المسلم العاقل رحمك الله وأرشدك الى مافيه رضاه الى اجتهاد الدول الافرنجية فى فتح المدارس فى بلاد الاسلام وانفاقهم عليها النفقات الكثيرة على ممر الشهور والاعوام واعتنائهم بشؤونها الاعتناء التام أتراهم يا أخى يفعلون كل ذالك شفقة منهم على ابنك المسلم الذى ليس هو من ملتهم ولا من دولتهم وحرصا على نجاحه كلا والله لم يفعلوا ذلك الالمقاصد مهمة وفوائدلهم كثيرة جمة تقابل نفقاتهم واتعابهم أضعافا مضاعفة وهى كلها عليك وعلى ابنك وعلى دينك وأهل ملتك دواهى عظمى ومصائب كبرى يعلم ذلك جميع العقلاء ولايخفى الاعلى الجهلة الاغياء فمن فوائدهم انهم يخرجون هؤلاء الصبيان الذين يتعلمون فى مدارسهم من دين الاسلام اخراجا حقيقيا بقلوبهم وان بقوا فى الظاهر فى مسلمين ويستجلبون فحبتهم لهم محبة ممتزجة بلحمهم ودمهم ينشئون عليها ويعيشون عليها وذلك بتعلمهم لغاتهم وعوائدهم وكتبهم واحوال مشاهيرهم وتراجمهم يرويهالهم المعلمون باجمل الروايات وفى ضمن ذالك يدمون لهم عقائد الاسلام ومشاهير المسلمين

وائمة الدين حتى ربما يتجاوزون الى سيد المرسلين وحبيب رب العالمين صلى الله تعالى عليه وعلى آله واصحابه أجمعين وتتكرر وهذه الامور على سمع الصبى المسلم عدة سنين فلا يخرج من المدرسة الاوقد تجرد بالكلية من دينه وحميته اللاسلاميه وصارت تلك الدولة الممدة للمدرسة التى تعلم أحب اليه من دولته وجنسيتها أحب اليه من جسبته معتقداً فيها وفى رجالها الكمال وهو لم يتعلم شيئا من دين الاسلام وسيرة نبيه سيدنا محمد عليه والصلاة والسلام ومناقب أصحابه الهداة المهدين وفضائل أئمة دينه المبين وأحوال خلفائه الراشدين ومن بعدهم من السلاطين والأمراء العادلين بل روى له عنهم شياطين أولئك المعلمين عكس أوصافهم الجميلة ومناقبهم الجليلة فاعتقد فيهم خلاف الكمال الذى اعتقده على خلاف الحقيقة فى أعداء دينه ودولته وهؤلاء التلاميذ يكبرون ويعيشون فى الظاهر من جملة المسلمين وفى الحقيقة هم أعداء للدولة والدين وقد اشربت قلوبهم الزندقة والضلال المبين الدولة وترى الواحد منهم لجدخلوة مع من يشاكله فى ضلاله وسوء حالها اتلاويتك اكرمعه الاعت اضات على دين الاسلام ودولة الاسلام و عوائد المسلمين يمدحون تلك الدولة صاحبته المدرسة

والكمال ولايز الخرج من هولاء الزنا دقة في كل سنة من هذه المدارس النصرانية عدد كثير فيجتمع منهم في عرة سنين الجم الغير جلهم كلهم على هذا الحال وقد جلعوا الحق وراهم ظهريا ومابعد الحق الاستقلال ۔

یعنی اے عقل مند مسلمان اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے اور اپنی خوشنودی والے کام کی طرف تیری رہنمائی فرمائے۔

انگریزوں کی اسلامی ملکوں میں اپنے مدارس قائم کرنے کی بھرپور کوشش کرنے اور مدت دراز ان پر بیش بہا اخراجات خرچ کرنے اور ان کی بابت پورا پورا اہتمام کرنے میں خوب غور وفکر کر کہ آیا وہ جو اتنا کچھ کر رہے ہیں محض تیرے متعلم بیٹے پر شفقت اور اس کی کامیابی کے حرص پر کر رہے ہیں جو کہ نہ ان کی قوم کا ہے نہ ان کے ملک کا واللہ۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ اس کے پیچھے ان کے اہم مقاصد وفوائد ہیں جن کے مقابلے میں ان کے اخراجات معمولی چیز ہیں اور وہ سب کے سب تیرے، تیرے بیٹے اور تیرے دین اور تیری قوم کیلئے بڑا وبال اور مصیبتیں ہیں اس کو ہر ذی عقل تو خوب جانتا ہے مگر جاہل بے وقوف اس سے قطعاً بے خبر ہیں ان کے کچھ فوائد ہیں۔

۱۔ مسلمان بچوں کو دین اسلام سے حقیقی معنوں میں نکال لیتے ہیں اگرچہ بظاہر وہ مسلمان رہتے ہیں۔

۲۔ ان کے دلوں میں اپنی محبت ایسی پیدا کر دیتے ہیں جو ان کے گوشت پوست میں سما جاتی ہے اس کے ساتھ ہی پروان چڑھتے اور اس پر ہی زندگی بسر کرتے ہیں اور یہ سارا کچھ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ بچے انگریزوں کی زبانیں سیکھتے اور ان کی عادتیں اور ان کی کتب اور ان کے

مشاہیر کے احوال سیکھتے پڑھتے ہیں اور یہ سارا کچھ ان کو پروفیسر ماسٹر حضرات بنا سجا کر سیکھاتے پڑھاتے ہیں۔

اور اس ضمن میں ہی عقائد اسلامیہ اور بزرگان دین کی مذمت کرتے ہیں یہاں تک کہ سید الانبیاء حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم تک تجاوز کر جاتے ہیں معاذ اللہ تعالیٰ اور یہ تمام باتیں بچوں کو کئی سال تک بار بار پڑھائی وسنائی جاتی ہیں حتیٰ کہ فارغ التحصیل ہونے تک وہ بچے دین اور اس کی غیرت سے بالکلیہ خالی ہو چکے ہوتے ہیں۔

اور سکولوں کی امدادی حکومت فرنگیہ ان کو اپنی حکومت سے زیادہ محبوب اور فرنگی قوم اس کو اپنی قوم سے زیادہ پسندیدہ ہوتی ہیں۔ وہ فرنگی قوم کو ہی باکمال سمجھتا ہے اور اس دوران اس نے دین اور سیرت نبوی، مناقب صحابہ، فضائل ائمہ، دین، احوال خلفاء راشدین اور بعد کے سلاطین کے حالات میں سے کچھ نہیں سیکھا ہوتا۔

بلکہ ان شیطان اساتذہ نے مذکورہ اسلاف کے اوصاف جمیلہ ومناقب حمیدہ کے برعکس بیان کیا ہوتا ہے تو لڑکا ان کے متعلق برعکس حقیقت اعتقاد رکھ لیتا ہے۔

اور یہ لڑکے جب بڑے ہو کر معاشرے میں جیتے ہیں بظاہر تو من جملہ مسلمانوں کے ہوتے ہیں مگر درحقیقت اعداء دین ہوتے ہیں زندیقی اور کفر ان کی رگ رگ میں رچ چکا ہوتا ہے (جیسے مسٹر جناح نے کہا انگریزیت میری رگ رگ میں رچ چکی ہے) چشتی۔

یہی وجہ ہے ان سکولیوں میں جب کوئی اپنے ہم جنسوں میں سے کسی کے ساتھ ملتا ہے تو ان کا مذاکرہ دین اسلام پر اور حکومت اسلام اور مسلمانوں پر اعتراضات اور فرنگی حکومتوں کی مدح سرائی میں ہی ہوتا ہے۔ جس نے

انہیں دین و کمال سے خالی کیا ہوتا ہے ان سکولوں میں سے کثیر تعداد زندیقوں کی ہر سال نکلتی رہتی ہے جو دین حق کو بالکل پس پشت ڈال چکی ہوتی ہے حق کے بعد صرف گمراہی ہی۔

فقیر راقم الحروف کی گذارش

ہر کوئی اپنی معلومات کے مطابق کلام کرتا ہے ناچیز کو بحمدہ تعالیٰ اپنے بزرگوں کے فیض وصحبت سے جس قدر معلوم ہوتا ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

ایمان کا جزو اعظم توحید ہے اور توحید دو چیزوں سے مرکب ہے کفر بالطاغوت اور ایمان باللہ سے اہل کفر کو نہ ماننا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ○ (بقرہ آیت:۲۵۶)

یعنی جو طاغوت کے ساتھ کفر کرے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے یقیناً مضبوط رسی کو تھام لیا جس کو ٹوٹنا نہیں اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

قرآن وحدیث میں طاغوت کا لفظ اصنام، شیاطین اور ائمہ کفر یعنی سرداران کفار پر بولا گیا ہے جو حق واضح ہونے کے بعد بھی خلق خدا تعالیٰ کو حق کی طاعت کی طرف آنے سے روکتے ہیں کلمہ طیبہ میں کفر بالطاغوت کو لا الٰہ کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اور ایمان باللہ کو الا اللہ سے۔

یوں کلمہ طیبہ کا پہلا جز نفی وانکار طاغوت ہے۔

اور دوسرا جز ایمان بالحق ہے۔

اور قرآن پاک میں جن طبقات کے ساتھ مخاصمہ یعنی (بحث وجدال) کیا گیا ہے وہ چار ہیں:

مشرکین، نصاریٰ، یہود، منافقین۔

اب سکول وکالج کی تعلیم کا جزو اعظم اور مقصود اصلی کفر بالطاغوت یعنی کلمہ توحید کا جزو اول اعتقاداً و عملاً ختم کرنا ہے اسی چیز کو مختلف طریقوں سے تعلیم میں پھیلایا گیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ سکولی طبقہ کفار کے مذکورہ تمام طبقات سے مکمل ہم آہنگی اور موافقت و دوستی رکھتا ہے یہاں تک کہ ان کے دین و مذہب کو بھی برا کہنا گوارا نہیں کرتا ہے ان سے جہاد کو فساد اور ان کی مخالفت کرنے والوں کو فسادی و دہشت گرد قرار دیتے ہیں اور ان کے ساتھ ہر مقام پر برسرپیکار رہے ہیں اسی لئے اکبر الہ آبادی فرماتے ہیں:

تعلیم جدید سے ہوا کیا حاصل

کفر سے جنگجوئی نہ رہی

اسی طرح سکولوں کا کفر اظہر من الشمس ہے۔

وہ اگر چہ بعض دینیات کے مضامین بھی پڑھتے پڑھاتے ہیں اور بعض اعمال اسلامیہ مثلاً نماز، روزہ بھی ادا کرتے ہیں مگر ایمان کا جزو مقدم یعنی کفر و ضلالت کی مخالفت سے بالکل خالی ہیں بلکہ اس کو انتہا پسندی کا نام دے کر دنیا سے ختم کرنا چاہتے ہیں اور اسی کی تگ و دو میں مصروف ہیں۔ اتنے بڑے کفر کے ساتھ اسلامی تعلیم جمع نہیں ہو سکتی۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بسا اوقات سکولیوں کی طرف سے یہ اعتراض اٹھا کر اچھے بھلے اہل علم حضرات کو بھی غلط فہمی میں مبتلا کر لیا جاتا ہے کہ اگر کفار کی تعلیم اور ان سے تعلم حرام و ناجائز ہوتا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قیدیان بدر سے کیوں فرماتے: ہمارے بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا

دداس طرح تمہارا فدیہ ادا ہو جائے گا۔

جواب میں اولاً گزارش ہے کہ سکولی نیچری جہلا سنی سنائی چھوڑ دیتے ہیں اصل صورت حال سے ہمیشہ بے خبر ہوتے ہیں ہم پہلے باحوالہ روایت پیش کرتے ہیں بعد میں جواب کی طرف آئیں گے۔

الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ج:۱۴ص:۱۰۱میں ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنهما قال كان ناس من الأسرىٰ يوم بدر لم يكن لهم فداء فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم فداء هم ان يعلموا اولاد الانصار الكتابة قال فجاء يوماً غلام يبكى الى والده فقال ماشأنك قال ضربنى معلمى قال الخبيث يطلب بذحل بدر والله لاتاتيه ابداً۔

یعنی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بدر کے کچھ قیدیوں کے پاس فدیہ نہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا فدیہ اولادِ انصار کو کتابت سکھنا مقرر فرمایا۔

کہا (یعنی ابن عباس نے) ایک دن ایک لڑکا اپنے والد کے پاس روتا ہوا آیا باپ نے کہا: کیا ہوا۔لڑکے نے کہا: مجھے معلم نے مارا ہے۔باپ نے کہا: خبیث بدر کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔اللہ کی قسم اب اس کے پاس کبھی نہ جانا۔

غور کے بعد مذکورہ روایت سے درج ذیل حقائق معلوم ہوتے ہیں۔

۱-سوائے کتابت کے اور کچھ بھی سیکھنے کا نہیں کہا گیا لہٰذا اس سے کفار سے ہر قسم

کی تعلیم حاصل کرنے اور تہذیب و شعور سیکھنے کا جواز ثابت کرنا سراسر باطل بلکہ کفر ہے۔

۲- کفار قیدی تھے آزاد نہیں تھے۔ یہی کفار جب آزاد تھے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بچے کو ان کے پاس نہیں بھیجا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قیدی اور آزاد کافر کا حکم مختلف ہے۔ قیدی سے کسی فتنہ و شر کا خطرہ نہیں ہوتا جبکہ آزاد سے ہر فتنہ و شر ممکن ہے لہٰذا آج کے حامی انگریز بے ضمیر مسلمان اس واقعہ سے انگریزوں کو جنگی قیدی بنانے کے بعد ان سے کتابت سیکھنے کا جواز حاصل کر سکتے ہیں ان کی آزادی کی حالت میں سب کچھ سیکھنے کا جواز حاصل نہیں کر سکتے۔

آزاد کو قیدی پر اور مکمل تہذیب و معاشرت کو کتابت پر قیاس کرنا ایسے باطل اور حماقت ہے جیسے خربوزے پر رسولی کو قیاس کرنا باطل اور حماقت ہے۔

<u>لطیفہ</u>

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ اونٹ کے گلے میں خربوزہ پھنس گیا۔ معاملہ ایک دانا آدمی تک جا پہنچا۔ اس نے اینٹ مار کر خربوزہ توڑ دیا جس سے اونٹ کی مشکل حل ہو گئی، اس واقعہ کو سولی جیسے بے وقوف نے دیکھ لیا اب اس کا رسولی والے شخص سے آمنا سامنا ہو گیا کہنے لگا اس کا علاج جانتا ہوں اور اونٹ والی کارروائی دہرا کر آدمی کا کام تمام کر دیا۔

۳- اس روایت کے آخر میں کافر کا لڑکے کو مارنے کا جو ذکر آیا ہے اور لڑکے کے باپ کا بیٹے کو یہ کہنا کہ خبیث بدر کا بدلہ لینا چاہتا ہے لہٰذا اب اس کے پاس کبھی نہ جانا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر کی قلبی عداوت، بغض اور اس کا کسی نہ کسی صورت میں اظہار اس کو استاد پکڑنے کی اجازت نہیں دیتا اور شاید سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حقیقت کو سمجھانے کیلئے قیدیوں سے کتابت سیکھنے کا حکم فرمایا ہوگا۔

گزارش یہ ہے کہ کفار سے تعلم کتابت وغیرہ کا جواز کفار سے دوری اور نفرت کو لازم کرنے والی آیات واحادیث اور ان سے خیر کی توقع کرنے کو حرام قرار دینے والی آیات واحادیث نے منسوخ کر دیا ہے کیونکہ جنگ بدر ۲ ہجری کا واقعہ ہے اور کفار و منافقین سے منافرت، مباعدت، مباغضت یعنی ان سے نفرت و دوری کی تعلیم دینے والی آیات اور کفار کا مسلمانوں کے ساتھ بغض وعداوت رکھنے اور مسلمانوں کی ضرر رسانی اور تباہی ہمہ وقت سوچنے کو بیان کرنے والی آیات سورۃ آل عمران اور سورۃ التوبۃ میں ہوا ہے جو واقع بدر کے کئی سال بعد نازل ہوئی ہیں۔

سورۃ آل عمران کی آیات درج ذیل ہیں:

''اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہو کر اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا حکمت والا بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے اور پھوٹ میں نہ پڑے کتابی مگر بعد اس کے کہ انہیں علم آچکا اپنے دلوں کی جلن سے اور جو اللہ کی آیتوں کا منکر ہو تو بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے پھر اے محبوب! اگر وہ تم سے حجت کریں تو فرما دو میں اپنا منہ اللہ کے حضور جھکائے ہوئے ہوں اور جو میرے پیرو ہوئے اور کتابیوں اور ان پڑھوں سے فرماؤ کیا تم نے گردن رکھی پس اگر وہ گردن رکھیں جب تو راہ پا گئے اور اگر منہ پھیریں تو تم پر تو یہی حکم پہنچا دینا ہے اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے۔'' (سورۂ آل عمران، آیت نمبر: ۱۸ تا ۲۰)

ایک اور مغالطہ کا ازالہ

سکولی منافقوں کی طرف سے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے ایک یہ

مغالطہ بھی پیدا کیا جاتا ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے علم حاصل کرو چاہے چین جانا پڑے۔ ظاہر ہے وہاں اس وقت چین میں کوئی اسلامی تعلیم نہیں تھی۔

جواب: جواباً عرض ہے کہ آیات واحادیث میں جہاں کہیں علم حاصل کرنے کی ترغیب وارد ہوئی ہے وہاں علم سے شریعت مطہرۃ کا ضروری علم مراد ہے۔ وہ بھی جتنا ہر مکلف پر فرض ہے اور چین جانے سے اس فرض علم کو حاصل کرنے کیلئے سفر اور ہر طرح کی مشقت برداشت کرنا ہے اور چین کا ذکر تمثیلاً آیا ہے۔ اور اس مضمون کو تو شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی مشہور زمانہ کتاب کریما شریف میں بھی ادا کیا ہے فرماتے ہیں:

طلب کردنِ علم شد بر تو فرض

دگر واجب ست از پیش قطع ارض

یعنی ایک تو علم حاصل کرنا فرض ہے دوسرا اس کیلئے سفر کرنا فرض ہے اور ظاہر ہے کہ علم دین کیلئے سفر بھی اسی پر فرض ہوگا جس کو بغیر سفر کرنے کے علم دین حاصل کرنا ممکن نہ ہو جس کو امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی طرح گھر میں علم میسر ہو جائے اس کیلئے سفر کو فرض کرنا سوائے جہالت کے اور کچھ نہیں۔ ترغیب علم کے متعلق آیات واحادیث کو سکولی تعلیم پر محمول کرنا نیچری وشیطانی وسوسہ ہے۔ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاوالحرمین برجف ندوۃ المین میں فرماتے ہیں:

انشد منشد منهم ان: أيه قل رب زدني علما وأية قل هل يستوى الذى يعلمون والذين لايعلمون وحديث اطلبوا العلم ولو كان بالصين لاتختص بعلوم الدين بل يعم علوم المسلمين والنصارىٰ والمشركين وتعلم اللسان الا نقليذى وغيره والا لما كان لزاكرارمين معنى فان العربية

لم تكن ثمه، وانما عنى النبى صلى الله عليه وآله وسلم تعلم لسان العين۔

الجواب: هذا تفسير للقرآن العظيم بالرأى السقيم وافتراء علىٰ النبى العظيم عليه واعلى اله الصلوٰة والتسليم وما هى الانزعة خبيثة نيشرية وقد بسطنا القول علىٰ ما هو المراد باالعلم فى الآيات والحديث المذكور علىٰ تقدير ثبوته فانه موضوع عند قوم وضعيف بالوفاق فى كتاب الحضر والاباحة من فتا وانا العطايا النبوية فى الفتاوىٰ الرضوية ۔

میں عرض کرتا ہوں اگر مروجہ سکولی شیطانی تعلیم فرض ہوتی تو صحابہ، اہل بیت، آئمہ کرام، محدثین، فقہاء، جملہ اولیاء کرام اس کو ضرور حاصل کرتے کیونکہ وہ لوگ فرض تو فرض رہا مستحب کو بھی چھوڑنا گوارا نہیں کرتے تھے تو ان میں سے کسی کا علم حاصل کرنے کیلئے چین میں نہ جانا اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ یہ شیطانی تعلیم انگریزوں اوران کے ملعون پروفیسروں اور کرائے کے ملاؤں کا مصنوعی فرض ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ تعلیم نہیں خلق خدا کیلئے عذاب ہے۔

اقبال فرماتے ہیں کہ

عذابِ دانش حاضر سے باخبر ہوں میں
کہ میں اس آگ میں ڈالا گیا ہوں مثل خلیل
یورپ میں بہت روشنئ علم و ہنر ہے
حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حیواں ہے یہ ظلمات
یہ علم یہ حکمت یہ تدبر یہ حکومت
پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات

یہ علم یہ حکمت یہ سیاست یہ تجارت
جو کچھ ہے وہ ہے فکر ملوکانہ کی ایجاد
جب پیر فلک نے ورق ایام کا الٹا
آئی یہ صدا پاؤ گے تعلیم سے اعزاز
آیا ہے مگر اس سے عقیدوں میں تزلزل
دنیا تو ملی طائر دین کر گیا پرواز
خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی پہ مگر
لب خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ
ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ
دانش حاضر حجاب اکبرست
بت پرست و بت فروش و بت گرست

یعنی موجودہ تعلیم حق کے سامنے سب سے بڑا پردہ ہے۔ بت پرست ہے، بت فروش اور بت گر ہے۔

رباعی

طلسم علم حاضر را شکستم
ربودم دانئہ ودامش گسستم
خدا داند کہ مانند براھیم
چہ بے پروا بہ نارے وے نشتم

یعنی موجودہ تعلیم کے جادو کو میں نے توڑ دیا۔
اس کا دانہ اٹھا کر جال پھاڑ دیا۔

خدا جانتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی طرح
اس تعلیم کی آگ میں کتنا بے پرواہو کر بیٹھا ہوں

☆☆☆

بے کاریٔ و عریانیو ے خاریٔ و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کے فتوحات

مزید شبہات وخدشات کے ازالہ کیلئے ناچیز کی مختلف موضوعات کی کیسٹیں انشاء اللہ العزیز کافی ہوں گی۔حاصل کیجئے۔

سوال: اگر تعلیم نہ ہوتی تو ڈاکٹر، انجینئر، ایجادات وغیرہ بھی نہ ہوتیں تو یہ جملہ فوائد بھی نہ ہوتے۔

جواب: یہ ساری چیزیں سائنس کا ظاہری، معمولی اور مادی فائدہ ہے اور جتنے نقصانات بیان کئے گئے ہیں وہ روحانی، مادی اور غیر معمولی ہیں۔ مادی فوائد کو روحانی نقصانات پر ترجیح دینا اسلام میں منافقت، جہالت اور حماقت شمار ہوتا ہے۔

دلیل: ارشاد باری تعالٰی ہے۔

''اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے۔ بے شک اللہ! بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔ اب تم انہیں دیکھو گے جن کے دلوں میں آزار ہے کہ یہود و نصاریٰ کی طرف دوڑتے ہیں۔ کہتے ہیں ''ہم ڈرتے ہیں (کہ) ہم پر (کہیں) کوئی گردش (نہ) آجائے تو نزدیک ہے کہ اللہ تعالٰی فتح لائے یا اپنی طرف سے کوئی حکم، پھر اس پر جو اپنے دلوں میں چھپایا تھا، چھپاتے رہ جائیں۔'' (ترجمہ سورۃ مائدہ، آیت: ۵۲-۵۱)

شان نزول

یہ آیت حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ صحابی اور عبداللہ بن ابی بن سلول کے حق میں نازل ہوئی۔ جو منافقین کا سردار تھا۔

حضرت عبادۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہود میں میرے بہت کثیر التعداد دوست ہیں جو بڑی شوکت وقوت والے ہیں۔ اب میں ان کی دوستی سے بیزار ہوں اور اللہ ورسول کے سوا میرے دل میں اور کسی کی محبت کی گنجائش نہیں۔ اس پر عبداللہ بن ابی نے کہا کہ میں تو یہود کی دوستی سے بیزاری نہیں کر سکتا۔ مجھے پیش آنے والے حوادث کا اندیشہ ہے اور مجھے ان کے ساتھ رسم وراہ رکھنی ضروری ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ یہود کی دوستی کا دم بھرنا تیرا ہی کام ہے۔ عبادۃ (رضی اللہ عنہ) کا یہ کام نہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (تفسیر خزائن العرفان)

اس بیان حقیقت نشان کو پڑھ کر جب بڑے بڑے نام نہاد مبلغین کی طرف دیکھتے ہیں تو افسوس ہوتا ہے کہ جنہوں نے امت کو صراطِ مستقیم پر گامزن رکھنا تھا وہ خود عالم کفر سے مرعوب اور نفاق وگمراہی کی دلدل میں غرق دینی غیرت وحمیت سے قطعاً خالی نظر آتے ہیں اور تکبر وحسد ان کا زیور بن چکا ہے جیسا کہ پروفیسر سعید اسد فیصل آبادی نے انگریزی تعلیم کی حمایت اور فقیر کے حسد میں کہنے لگا یہ چشتی انگریزی تعلیم کے خلاف بولتا ہے یہ گاڑیاں، پل اور ڈاکٹر وغیرہ مدرسوں سے تیار ہوئے ہیں؟ اس بیان کی کیسٹ مجھ تک بھی پہنچی۔ لیکن تف ہے ایسے مبلغ اور سوچ پر جس کے پیش نظر دورانِ تبلیغ بھی دنیا ہو!

سابقہ تفصیل کا حیرت انگیز مگر حقیقت پر مبنی خلاصہ

ایک مرتبہ ایک مکھی کو خیال آیا کہ باغوں کی متعفن (بدبودار) فضا میں تتلیاں اور بھونرے (کالے رنگ کا تتیا سا جانور جو لکڑی میں سوراخ کر کے رہتا ہے) خواہ مخواہ

خراب ہو رہے ہیں۔ ایک کتاب لکھ کر انہیں بدرووں (گندے پانی کی نالی) اور بیت الخلاؤں (گٹروں) میں بلایا جائے۔ چنانچہ اس نے کئی سو صفحات کی ایک کتاب لکھی جس میں مسائل ذیل پر تفصیلی بحث تھی۔

(۱) کہ باغوں میں ہر طرف تعفن پھیلا ہوا ہے جو صحت کیلئے مضر ہے۔

(۲) کہ قصاب کی دوکان کا ماحول از بس حسین (خوبصورت)، حیات پرور (زندگی بخشنے والا) اور راحت افزا ہے۔

(۳) کہ غلاظت میں وٹامنز کی کثیر تعداد پائی جاتی ہے۔

(۴) کہ قصاب خانہ، بدرو (گندے پانی کی نالی) اور غلاظت خانہ (گٹر) اصل دنیا ہے باقی سب کچھ محض بیکار۔

مکھی نے اس کتاب کے لاکھوں نسخے باغوں میں مفت تقسیم کئے اس کتاب کی خاطر جا بجا لائبریریاں کھولیں، سفری کتب خانوں کا انتظام کیا ہر طرف مبلغ بھیجے اور پوسٹر چھاپے، پہلے تو بھونروں اور تتلیوں نے اس کتاب کا مضحکہ اڑایا لیکن رفتہ رفتہ اثر ہونے لگا کچھ نوجوان بھونرے شہروں میں آکر بدرووں کا جائزہ لینے لگے۔ بدبو کی لپٹ سے پریشان ہو کر بھاگتے اور پھر لوٹ آتے رفتہ رفتہ چند بھونروں نے بھی بدرووں کی خوبیوں اور چمن کی خرابیوں پر تقریریں شروع کر دیں اور دس پندرہ برس میں تمام بھونرے اور تتلیاں گندی نالیوں میں آکر غلاظت چاٹنے لگے۔

مقام فکر

ذرا سوچئے کہ کیا وہ کتابیں جو گذشتہ سو سال سے آپ کو سکولوں میں پڑھائی جا رہی ہیں کسی ایسی ہی مکھی کی لکھی ہوئی تو نہیں؟

آپ جانتے ہیں کہ صدیوں سے یورپ اسیر ہوا و ہوس اور رہین ناو نوش ہے۔ وہاں اخلاقی و روحانی اقدار کا کوئی تصور تک موجود نہیں غریب اقوام کو لوٹنا۔ دن بھر تنور شکم تاپنا اور شام کو جنسی پستیوں میں ڈوب جانا ان کی زندگی ہے۔ خدا اور آخرت سے

بے خبر، حرام وحلال سے نا آشنا اور پست لذتوں کے دل دادہ۔ یوں سمجھئے کہ یورپ ایک بدرو (گندی میں بہنے والا) ہے جس میں وہاں کے لوگ مکھیوں کی طرح غلاظت چاٹ رہے ہیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ گناہ کی راہوں پر اب وہ اتنے دور جا چکے ہیں کہ ان کا رجوع اللہ کی طرف ناممکن ہو گیا ہے۔ دوسری طرف ان کا مدمقابل یعنی مسلمان روحانی اقدار کا شد و مد سے قائل ہے اور یہ نظریاتی اختلاف بار بار سیاسی تصادم کی صورت اختیار کر لیتا ہے (اور نوبت جنگ تک جا پہنچتی ہے) تو انہوں نے ایک نہیں بلکہ ایک لاکھ سے زیادہ کتابیں اس موضوع پر لکھیں۔

(۱) کہ زندگی کا انجام موت ہے اور آگے کچھ بھی نہیں۔

(۲) کہ مذہب ایک داستان پارینہ ہے جو عصر رواں کا ساتھ نہیں دے سکتا۔

(۳) کہ ایشیا کی اخلاقی و روحانی اقدار کمتر از افیوں (نشے سے کم) نہیں۔

(۴) کہ کھانا، پینا، ناچنا اور عیش اڑانا اصل زندگی ہے۔

(۵) کہ مذہب اور سیاست کا دائرہ کار جدا جدا ہے۔

(۶) کہ وطن اساس قومیت ہے اور تصور ملت یعنی پان اسلامزم (مسلمانوں کو ایک قوم کہنا) ایک سرخ خطرہ ہے۔

(۷) کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ خوراک ہے۔ وہ کھیتی باڑی میں لگے رہیں اور خام مال ہمیں بھیجتے رہیں اور لوہے کی مصنوعات ان کی خدمت میں ہم پیش کرتے رہیں گے۔

(۸) کہ انگریزی ام الالسنہ (تمام زبانوں کی اصل ہے) اور سرچشمہ تہذیب ہے۔

(۹) کہ انگریزی خط نہایت ترقی یافتہ خط ہے اسے اختیار کرنا اور قرآنی خط سے جان چھڑانا ترقی کیلئے لازمی ہے۔

(۱۰) کہ نپولین، نیلسں، ملٹن، بیکن، نیوٹن وغیرہ محسنین انسانیت تھے اور باقی یہ

غزالی ورومی وغیرہ تاریکی میں بھٹکنے والے اندھے۔

(۱۱) کہ یورپ کے درودیوار باغ وراغ اور بحور وطیور بے حد حسین ہیں اور یہ دجلہ وفرات اور سیحوں وجیحوں گندے نالے، گگو (کوا) پرندوں کا بادشاہ ہے اور یہ بلبل، چکور، تیتر اور مور سب کے سب بیکار و بے ہودہ ہیں۔

یہ کتابیں پڑھنے کے بعد ہم یورپ میں گئے، شروع شروع میں تو وہاں کی عریانی فحاشی اور عیاشی سے قدرے بدکے لیکن بہت جلد ان اثرات کو قبول کرلیا۔ واپس آکر انہی باتوں کا پرچار شروع کردیا اور اب یہ حال ہے کہ ہماری یونیورسٹیوں سے فوج در فوج ایسے گریجوایٹ نکل رہے ہیں۔

(۱) جو خدا اور رسول سے بیزار مے (شراب) ونغمہ کے پرستار اور زنجیر شکم میں گرفتار ہیں۔

(۲) جو تمام بلند اخلاقی وروحانی اقدار کے منکر ہیں۔

(۳) جو اپنی تاریخ روایات، اسلاف، ماضی، حال، مستقبل ومنزل سے اصلاً بے خبر ہیں۔

(۴) جو اپنوں سے متنفر اور یورپ کی ہر چیز کے گرویدہ ہیں۔

(۵) جو اپنی زبان، اپنے ادب، بلکہ قرآنی خط تک کے دشمن ہیں۔

(۶) جن کے ہاں زندگی کی سب سے بڑی قدر شراب پینا اور نامحرم نیم عریاں عورتوں کی کمر میں ہاتھ ڈال کر چلنا ہے۔

آج یورپ بے حد خوش ہے کہ آخر اس نے اپنے اس حریف کو پچھاڑ ہی دیا جس سے وہ پہلے چودہ سو برس میں ہزار بار پٹ چکا تھا۔

دینی تعلیم کو انگریزی تعلیم کے مساوی کرنے والے نام نہاد ملاؤں کیلئے مقام عبرت

اگر آج ہماری درسگاہیں بدکردار ٹیڈیوں، کم علم وبے عمل اساتذہ سے لبریز ہیں تو قصور کس کا؟ اسی نصاب کا ہے جو اس قدر مردہ و بے روح ہے کہ پہلی جماعت سے ایم

اے تک کی تمام کتابوں کا مجموعی اثر گلستان سعدی کی ایک حکایت جتنا بھی نہیں۔

نصاب کی اہمیت

ہٹلر اپنی کتاب "مائین کیمف" میں لکھتا ہے کہ ایک جھوٹ کو اتنی بار دہراؤ کہ دنیا اسے سچ سمجھنے پر مجبور ہو جائے۔ گذشتہ جنگ عظیم میں برطانیہ نے کہا کہ جمہوریت ایک مقدس نظام حکومت ہے اور ہٹلر دشمن جمہوریت ہے۔ ہٹلر نے کہا کہ جمہوریت دراصل چوروں اور ڈاکوؤں کی منڈلی ہے جو غریب ایشیا اور افریقہ کو لوٹ رہی ہے۔ آدھی دنیا ہٹلر پر ایمان لے آئی اور آدھی چرچل پر۔ پراپیگنڈہ حقیقتاً ایک نہایت خوفناک حربہ ہے جس کے اثرات بڑے دوررس ہوتے ہیں۔ اس کے کئی طریقے ہیں مثلاً اخبارات، رسائل، سینما، ریڈیو، تقاریر وغیرہ ان تمام میں موثر ترین نصاب تعلیم ہے جو نئی نسل کے دل و دماغ میں گھر بنا لیتا ہے اور زندگی کو ایک خاص ڈگر پر ڈال دیتا ہے۔

انگریز بڑی ہی ہوشیار قوم ہے۔ ہندوستان پر قابض ہونے کے بعد اگر اسے خطرہ تھا تو صرف مسلمان سے۔ اس لئے اس نے یہاں ایک ایسا نصاب تعلیم نافذ کیا جس کا لازمی نتیجہ مذہب سے نفرت، اپنی تہذیب و روایات سے بیزاری، روحانی و اخلاقی اقدار سے بے خبری، عظیم اسلاف سے بے تعلقی اور حیات کی لامقصدی تھا چنانچہ گذشتہ سو سال میں ہماری یونیورسٹیوں سے رشوت خور بابو، مغرور و متکبر افسر اور عیش پسند جنٹلمین تو کروڑوں کی تعداد میں پیدا ہوئے لیکن اب بھی ابن حنبل یا ؟؟ پیدا نہ ہو سکا۔

ذرائع ابلاغ

(ٹی وی، ریڈیو، گراموفون، اخبارات، جرائد و رسائل)

''وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں برائی پھیلے ان کیلئے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''

(سورۂ نور، آیت نمبر: ۱۹)

''اور جو کچھ لوگ کھیل کی باتیں (بے مقصد کہانیاں) خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنالیں ان کیلئے ذلت کا عذاب ہے۔'' (سورۂ لقمان، آیت نمبر: ٦)

تمام کفار اہل یورپ خصوصاً یہود کبھی انسانیت کی فلاح و بہبود کی نہیں سوچ سکتے بلکہ وہ اپنی خیر و فلاح کی مثبت و صحیح فکر سے مکمل محروم ہیں پھر دوسرے کی خیر و فلاح کی توقع ان سے کیونکر ہو سکتی ہے۔

اس حقیقت کا بیان یہ ہے کہ کفار و منافقین کے کفر و منافقت جیسے عظیم جرم کی سزا کے طور پر باری تعالیٰ ان پر شیطان مسلط کر دیتا ہے ظاہر ہے شیطان اولاد آدم کا کھلا دشمن ہے لہٰذا وہ خبیث انہیں ہمیشہ دو جہاں کے خسارے اور تباہی کی طرف مختلف طریقوں سے بلاتا رہتا ہے اور یہ اندھے اس کے پیچھے دوڑتے رہتے ہیں اور ترقی و کامیابی کے باطل گمان رہتے ہیں باطل میں مبتلا کرتے ہیں۔

قرآن حکیم کتاب حقیقت رقم نے ان کی اس حالت زار کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔ (سورۂ زخرف آیات ۳٦ تا ۴۰ کا ترجمہ ہے) اور جو شخص رحمان کے ذکر (یعنی

قرآن) سے اعراض کرے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کردیتے ہیں تو وہ اس کا ساتھی رہتا ہے اور بے شک وہ شیاطین ان کو راہ سے (فلاح کی راہ سے) روکتے ہیں اور وہ یہی گمان کرتے رہتے ہیں کہ بلاشبہ وہ صحیح راہ پر ہیں یہاں تک کہ جب وہ کافر ہمارے پاس آئے گا تو اپنے شیطان سے کہے گا کاش کسی طرح مجھ میں تجھ میں مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا تو کیا ہی برا ساتھی ہے۔

اور جبکہ تم ظلم کر چکے تو آج یہ بات تمہارے کام نہ آئے گی کہ تم سب عذاب میں شریک (یعنی عذاب میں شرکت سے عذاب ہلکا نہ ہوگا بلکہ سب کو زیادہ سے زیادہ ملے گا) تو کیا (اے محبوب) تم بہروں کو سناؤ گے یا اندھوں کو راہ دکھاؤ گے اور انہیں جو کھلی گمراہی میں ہیں۔

اور ہم نے ان پر کچھ ساتھی تعینات کئے تو انہوں (ساتھیوں) نے ان (کفار کو) خوبصورت کر دکھلایا وہ کچھ جو ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہیں (یعنی دنیاوی خواہشات اور آخرت کا انکار یا گذشتہ اور آئندہ اعمال یعنی جو کچھ کر رہے ہو اور ادا کرو گے سب کچھ زبردست ہے)

یہ حال تو عام کفار کا بیان فرمایا گیا ہے بالخصوص یہود کی سنئے۔

سورت مائدہ آیت: ۶۴ کا ترجمہ:

اور یہودی بولے اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے ان کے ہاتھ باندھے جائیں اور ان پر اس کہنے سے لعنت ہے بلکہ اس کے ہاتھ کشادہ ہیں عطا فرماتا ہے جیسے چاہے اور اے محبوب یہ جو تمہارے رب کے پاس سے اترا اس سے ان (یہود) میں بہتوں کو سرکشی اور کفر میں ترقی ہوگی اور ان میں ہم نے قیامت تک آپس میں دشمنی اور بیر ڈال دیا جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے اور زمین میں فساد کیلئے دوڑتے پھرتے ہیں اور اللہ فسادیوں کو نہیں چاہتا۔

خط کشیدہ کلام پاک پر بار بار غور فرمائیں اسی ضمن میں بے شرموں کو شرم دلانے

ہٹلر کا قول یاد آ گیا کہ

دنیا میں کہیں بھی فتنہ فساد نظر آئے تو سمجھنا کہ اس کے پیچھے چھوٹے سے چھوٹے یہودی کا ہاتھ ضرور ہوگا۔ ایسے ہی کرتوتوں کی بناء پر حدیث شریف میں یہود پر لعنت کی یوں ترغیب کی گئی ہے۔

جس کو صدقہ دینے کی توفیق نہ ہو یہود پر لعنت کرے یقیناً یہ اس کا صدقہ ہے۔

(جمع الجوامع امام سیوطی، ج:۷، ص:۲۷۷، کنز العمال حدیث: ۴۱۶۳۴ بحوالہ تاریخ بغداد و دیلمی)

خیال رہے کہ یہود پر اس قدر شدت روا رکھنے سے پہلے ان کے ساتھ ابتداءً نرمی کی بھی انتہا کی گئی تھی یہی وجہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ابتدائی مدنی دور میں ہر اس کام میں یہود کی موافقت پسند فرماتے جس کے اندر خدائی حکم نہ رکھتے محض ان میں اسلام کی الفت پیدا کرنے کو ابوداؤد شریف، ص:۲۲۴ پر حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا:

یہود اپنے بالوں کو پیچھے کی طرف ڈالتے تھے اور مشرکین سر میں مانگ کیا کرتے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کاموں میں امر نہ کیا جاتا ان میں یہود کی موافقت اچھی لگتی تو آپ نے ان کی موافقت میں بال مبارک پیچھے کو ڈالے بعد میں بالوں میں مانگ فرمائی یعنی جب یہود کی مسلسل بلاوجہ ضد وعناد میں کمی کی بجائے اضافہ ہوتا دیکھا تو ان کی موافقت کو چھوڑ کر مخالفت یہاں تک فرمائی کہ ان کے ساتھ بالوں کی وضع میں بھی مشابہت کو پسند نہ فرمایا۔

خیال رہے کہ میثاق مدینہ کا واقعہ بھی اسی ابتدائی نرمی وموافقت کی بناء پر وجود میں آیا تھا جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی امر اس کے خلاف نہیں اترا تھا بعد میں یہود کی مخالفت کا سلسلہ شروع ہونے کے بعد میثاق مدینہ ایسے تمام امور منسوخ ہو گئے پھر ان کی کوئی اجازت باقی نہ رہی۔ کسی سکولی شیطان کا میثاق مدینہ کو موافقت یہود کی دلیل ٹھہرانا سراسر باطل وکفر ہے۔

کیلئے ہٹلر کا قول یاد آ گیا کہ

دنیا میں کہیں بھی فتنہ فساد نظر آئے تو سمجھنا کہ اس کے پیچھے چھوٹے سے چھوٹے یہودی کا ہاتھ ضرور ہوگا۔ ایسے ہی کرتوتوں کی بناء پر حدیث شریف میں یہود پر لعنت کی یوں ترغیب کی گئی ہے۔

جس کو صدقہ دینے کی توفیق نہ ہو یہود پر لعنت کرے یقیناً یہ اس کا صدقہ ہے۔

(جمع الجوامع امام سیوطی، ج:۷، ص:۲۷۷، کنز العمال حدیث:۴۱۶۳۴ بحوالہ تاریخ بغداد و دیلمی)

خیال رہے کہ یہود پر اس قدر شدت روا رکھنے سے پہلے ان کے ساتھ ابتداءً نرمی کی بھی انتہا کی گئی تھی یہی وجہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ابتدائی مدنی دور میں ہر اس کام میں یہود کی موافقت پسند فرماتے جس کے اندر خدائی حکم نہ رکھتے محض ان میں اسلام کی الفت پیدا کرنے کو ابوداؤد شریف، ص:۲۲۴ پر حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا:

یہود اپنے بالوں کو پیچھے کی طرف ڈالتے تھے اور مشرکین سر میں مانگ کیا کرتے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کاموں میں امر نہ کیا جاتا ان میں یہود کی موافقت اچھی لگتی تو آپ نے ان کی موافقت میں بال مُبارک پیچھے کو ڈالے بعد میں بالوں میں مانگ فرمائی یعنی جب یہود کی مسلسل بلا وجہ ضد و عناد میں کمی کی بجائے اضافہ ہوتا دیکھا تو ان کی موافقت کو چھوڑ کر مخالفت یہاں تک فرمائی کہ ان کے ساتھ بالوں کی وضع میں بھی مشابہت کو پسند نہ فرمایا۔

خیال رہے کہ میثاق مدینہ کا واقعہ بھی اسی ابتدائی نرمی و موافقت کی بناء پر وجود میں آیا تھا جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی امر اس کے خلاف نہیں اترا تھا بعد میں یہود کی مخالفت کا سلسلہ شروع ہونے کے بعد میثاق مدینہ ایسے تمام امور منسوخ ہو گئے پھر ان کی کوئی اجازت باقی نہ رہی۔ کسی سکولی شیطان کا میثاق مدینہ کو موافقت یہود کی دلیل ٹھہرانا سراسر باطل و کفر ہے۔

ان پیش کردہ حقانی ربانی بیانات کو جاننے سمجھنے کے بعد کسی صاحب ہوش وخرد سے ناممکن ہے کہ یہ جاہلانہ بکواس کرے کہ اہل یورپ اور سائنسدان انسانوں کی فلاح وترقی چاہتے اور دیتے ہیں۔ کیا دنیا کے موجودہ حالات مذکورہ ارشادات ربانی کی صدق کی شہادت دیتے ہیں یا آج کے تعلیم یافتہ احمقوں کی مذکورہ بکواس کی تصدیق کرتے ہیں۔

دنیا کو ہے پھر معرکۂ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا

(اقبال)

کوئی ہے انکھیارا جو دیکھے کے سائنسی آلات وایجادات نے معمولی سی نفسانی سہولت وعیاشی دے کر دین، اخلاق، مروت، قلبی سکون، ادب، غیرت وحیا ایسے انسانی اقدار کو انسان سے کیسے چھین لیا ہے۔

ہے دل کیلئے موت مشینوں کی حکومت
احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات
وہ قوم کہ فیضان سماوی سے ہو محروم
حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات

روحانی نقصانات کی تو حد ہی نہیں۔ جسمانی نقصانات میں بھی اگر غور کیا جائے تو جانی ہلاکتوں کا حساب ناممکن ہے۔ گاڑیوں، جہازوں، بجلی، جدید اسلحہ، بموں وغیرہ، تمبا کو نوشی سے جتنی ہلاکتیں ہو چکی ہیں ان کا معمولی اندازہ ان ہلاکتوں کے اعداد وشمار کی ضامن کتابوں سے ہی لگایا جا سکتا ہے۔

''مگر پیٹو حریص، دنیا پرست سکولی اور ملا وسجادہ نشین کو کچھ نظر نہیں آتا۔''

بھروسہ کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر
کہ دنیا میں فقط مردانِ حر کی ہے نظر بینا

زمانہ اپنے حوادث چھپا نہیں سکتا
تیرا حجاب ہے قلب و نظر کی ناپاکی

(اقبال)

ہزاروں اور ہیں جن کا یہی انجام ہونا ہے
نئی تعلیم کی تکمیل ہی ناکام ہونا ہے

کیونکہ

غلامی میں بشر عزت کے معنی بھول جاتا ہے
پہن کر طوق لعنت کا خوشی سے پھول جاتا ہے

(حفیظ جالندھری)

ان تمام نقصانات کو جس نے مدنظر رکھا وہ مذکورہ یورپی ذرائع ابلاغ کو کبھی جائز نہیں سمجھے گا لیکن

رمز و ایما اس زمانے کیلئے موزوں نہیں
اور آتا بھی نہیں مجھ کو سخن سازی کا فن

مزید تدبر و فکر کیلئے عرض ہے کہ مذکورہ تمام ذرائع ابلاغ کا مقصد وحید یورپی تہذیب و معاشرت یعنی ان کا مخصوص لادین، بے غیرت و بے حیا، حرام خور، ظالم و سرکش وحشیانہ انداز فکر و عمل کو گھر گھر پھیلانا۔

اور دنیا کو بے دینی کے ذریعہ بے وقوف خفیف العقل بنا کر ان کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اپنا محکوم و غلام رکھنا تا کہ انسانی دنیا بابائے یورپ حضرت ابلیس کی تا قیام قیامت مرید رہے ان تمام ذرائع ابلاغ میں چند چیزیں قدر مشترک کے طور پر پائی جاتی ہیں۔

۱- اسلامی احکام و شعارات کی دیدہ دانستہ توہین و استہزاء۔

۲- کلام خدا تعالیٰ و کلامِ محبوب خدا تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے عزتی کہ ایک طرف بازاری ننگی عورتیں یا گانے باجے دوسری طرف ساتھ ہی قرآن و حدیث، حج

نماز وغیرہ کے مناظر۔

۳- انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء، صحابہ و اہل بیت و علماء کرام کی اہانت و استہزاء یہاں تک کہ فلموں، ڈراموں میں کفار و فساق کو انبیاء و صحابہ و اہل بیت کرام بنا کر دکھایا جاتا ہے۔

۴- بے غیرتی، فحاشی، عریانی اور زنا کی مہذب و منظم دعوت تا کہ دنیا چکلے کا منظر پیش کرے۔

۵- انگریزی حکومتوں کی پائیداری و مدح سرائی و وفاداری جس کا لازمی نتیجہ اسلام سے غداری و بغاوت و نفرت ہے۔

۶- کفر و اسلام، ضلالت و ہدایت، نیکی، بدی کے درمیان سمجھوتہ اور یکجائی و موافقت کرنا (معاذ اللہ) اسی لئے آپ دیکھتے ہیں۔

ٹی وی و اخبارات میں قرأت، نماز، حج، قاری، نعت خواں، مولوی کے ساتھ کافر کنجر منافق گانا، فلم و ہر برائی اسی لئے تو جب کوئی پیٹو ملا، نعت خواں قاری ان ذرائع ابلاغ میں جاتا ہے تو ان کی تمام تر برائیاں و کفریات کو ہاتھ نہیں لگاتا حالانکہ صاف آ گیا کہ جو تم میں سے برائی کو دیکھے ہاتھ سے روکے نہیں تو زبان سے نہیں تو دل میں برا جانے مگر ان ملعون پیٹو ملاؤں، نعت خوانوں، قاریوں نے پیسے کی ہڈی کو منہ میں ڈالنے کیلئے کفر و برائی سے سمجھوتہ کر رکھا ہے۔

۷- دین اسلام کی رہبری کا کام بازاری سرکاری درباری انگریز خواری ملاؤں و پیروں و پروفیسروں کے ہاتھ دینا تا کہ دینی مسائل میں لوگ انہیں شیطانوں کی طرف رجوع لائیں اور وہ بچڑ خانے کے ڈاکٹر ذاکر نائیک کی طرح قرآن کو کھلونا بنا کر دین و ایمان سے خوب بازیگری کریں اور انگریزی سرمایہ داروں سے خوب دولت کمائیں۔

اسی لئے میں کہتا ہوں:

جو عالم ہے وہ ٹی وی، ریڈیو میں نہیں آتا جو ٹی وی، ریڈیو میں آتا ہے عالم نہیں

ہوتا۔

اب ذرا پاکستانی ٹی وی کے اغراض و مقاصد اس کے پہلے جنرل منیجر ذوالفقار بخاری کی زبانی دل تھام کر پڑھیں۔

محمد صدیق شاہ بخاری لکھتے ہیں ہم یہاں اس خصوصی نشست کا ذکر کرنا چاہیں گے جس کو کراچی P.T.V کے جنرل منیجر اول ذوالفقار علی بخاری (مرحوم) نے ٹی وی کے یوم تاسیس سے چند ماہ پیشتر ٹی وی کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالنے کیلئے بلائی تھی۔ جن میں مخصوص فنکاروں، لکھنے والوں اور متوقع پروڈیوسر صاحبان کو مدعو کیا تھا جن سے بخاری صاحب ''خصوصی کام'' لینا چاہتے تھے۔ اس نشست میں جناب محترم شمیم احمد صاحب (مرحوم) جو شعبہ اردو، جامعہ کراچی کے پروفیسر رہ چکے ہیں، بھی موجود تھے جنہوں نے بعد ازاں اس تین گھنٹے پر محیط نشست کی روداد ۱۹۷۰ء اور بعد میں ۳، ۵ جنوری ۱۹۷۹ء میں ایک مقامی اخبار ''جسارت'' میں شائع کی تھی۔ اس خصوصی نشست میں بخاری صاحب نے ٹی وی کے دو بنیادی مقاصد بیان فرمائے تھے، اول تو اس زمانہ کی جنرل ایوب صاحب کی حکومت کے کارناموں کی گھر گھر تشہیر کرنا تھا اور دوئم بقول ان کے کہ ''آپ کا دوسرا اور سب سے اہم مقصد یہ ہوگا کہ قوم اور پہلے متوسط طبقہ کو فرسودہ مذہبی تصورات سے آزاد کرائیں اور اس مقصد کو اس خوبی سے سرانجام دیں کہ لوگوں کو شعوری طور پر اس کا پتہ نہ چلے کہ آپ جدید نسلوں کو مذہبی اثرات سے پاک کرنے کی کوئی مہم چلا رہے ہیں۔ اگر آپ نے یہ کام کر لیا تو یاد رکھئے کہ ہم ہمیشہ مذہبی جنونیوں اور ملاؤں سے اپنی معاشرت اور سیاست کو پاک کر دیں گے۔''

بنیادی مقاصد بتانے کے بعد بخاری صاحب نے شرکائے محفل کو علیحدہ علیحدہ ہدایات دیتے ہوئے عرض کیا کہ:

میں آج سے ہر اس لکھنے والے کو اپنے پروگرام کے معاوضے کے علاوہ دوسو

روپیہ ماہوار دوں گا جو عربی پڑھے گا، ہم یہ چاہتے ہیں کہ ٹی وی اور ریڈیو سے ایسے افراد کو بحیثیت عالم دین اور جدید مفکر کی حیثیت میں پیش کر سکیں اور ان تمام ملاؤں کے اثرات دور کر سکیں جو مذہب کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں اور جنہیں ہم طوعا وکرہا پیش کرنے پر مجبور ہیں، آپ کو مذہب کی خرافات سے معاشرہ کو نجات دلانے کا کام کرنا ہے اور اسی لئے ہم اس ادارے کے ذریعے بالکل جدید ذہنوں کو آگے لانا چاہتے ہیں، نئے میڈیم کے ساتھ نئے ذہنوں کو نہ صرف فرسودہ اور مردہ تصورات سے نجات دلانے کیلئے استعمال کیا جائے گا بلکہ ان کو پوری قوم کے محسوسات اور طرزِ فکر کو بدلنا ہوگا۔

آپ اس مقصد کو اس طرح پورا کر سکتے ہیں کہ منافقت اور متضاد کردار کیلئے منفی ڈرامہ کرداروں کے داڑھی لگایئے ''مضحکہ خیز کرداروں اور افراد کو مشرقی لباس پہنایئے، یہ یاد رکھئے کہ آپ کو اپنے تمام کرداروں اور اناؤنسروں کو وہ لباس پہنانا ہے جو ہمارے ترقی یافتہ معاشرے میں سو سال بعد رائج ہونا چاہئے اور جواب ایک فیصد اوپر کے طبقے میں رائج ہے۔'' (حوالہ رواداری اور پاکستان، ص: ۳۸۵، ۳۸۴)

آخر میں ایک سوال کا جواب دے دیتا ہوں کہ ٹی وی اخبارات میں آنے والے ملاؤں اور محفلوں کا حال کھل گیا مگر اچھے جلسے ومحافل کو مووی کے ذریعے محفوظ کرنا اور فقط انہیں کو ہی دیکھنا کیسا ہے؟

جواب: اس سلسلہ میں ایک بیان انڈیا کے مشہور معتبر مفتی شریف الحق امجدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نزہۃ القاری شرح بخاری، ج: ۵، ص: ۵۵۱ سے پیش کیا جاتا ہے جو صاحب ایمان کیلئے کافی ہوگا اس کے برخلاف جو کچھ بھی کہا جاتا ہے وہ ایک جاہل اور بندۂ تہذیب حاضری کی بڑھ کے سوا کچھ نہیں۔

تصویر ذی روح کے چہرے بنانے کا نام ہے۔ حرام، ذی روح کا چہرہ بنانا ہے، اس سے حرمت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ تصویر کیسے بنائی گئی۔

اس لئے جیسے ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویریں حرام ہیں اسی طرح کیمرے وغیرہ مشین سے بنائی ہوئی تصویریں بھی حرام ہیں۔ اسی طرح ٹی وی اور ویڈیو کیسٹ بھی حرام ہے۔

اس سلسلے میں آج کل علماء کے مابین بہت طول طویل بحث اٹھ کھڑی ہوئی ہے کچھ حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ تصویر نہیں عکس ہے جیسے آئینے میں انسان کا عکس نظر آتا ہے اس لئے یہ جائز ہے۔ میں بھی ابتداءً یہی فتویٰ دیتا تھا لیکن پھر زیادہ غور وخوض کیا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ ٹی وی اور ویڈیو کیسٹ بنانا بھی حرام ہے اس لئے کہ ٹی وی بکس پہ جو کچھ نظر آتا ہے وہ عکس نہیں تصویر ہے۔ اس کا واضح قرینہ یہ ہے کہ اگر انسان آئینہ یا پانی کے سامنے سے ہٹ جائے تو آئینہ اور پانی سے اس کی شبیہ غائب ہو جاتی ہے۔ اور ویڈیو کیسٹ میں جس کی تصویر ہوتی ہے وہ غائب ہو جائے بلکہ مر جائے جب بھی ٹی وی کے بکس پر اس کی تصویر نظر آتی ہے تصویر کے حرمت کی اصل علت حدیث میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت کو قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا گیا:

یضاھون بخلق اللہ

اور فرمایا گیا:

ذھب یخلق کخلقی

اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ عام تصویر کی بہ نسبت ٹی وی بکس پر نظر آنے والی تصویروں میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت زیادہ ہے۔ عام تصویریں منجمد ایک ہی حال میں رہتی ہیں نہ بولتی نظر آتی ہیں نہ چلتی پھرتی اور ٹی وی بکس کی تصویریں دیکھنے میں ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ وہ بول رہی ہیں اور چل پھر رہی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے زندہ ہیں اس لئے اس میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت زیادہ ہے۔ اس لئے یہ عام تصویروں کی بہ نسبت بدرجہ اولیٰ حرام ہوں گی۔

آج کل نجدیوں نے یہ فتویٰ دے رکھا ہے۔ حرام صرف مجسمے بنانا ہے رہ گئی و

تصویریں جو کاغذ یا کپڑے پر ہوں حرام نہیں۔ ان کا مذہب صریح احادیث کے خلاف ہے حدیث آرہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پردے پر تصویر دیکھی تو اسے ناپسند فرمایا ظاہر ہے کہ پردے پر مجسمہ نہیں ہوگا بات وہی ہے جو ہم نے شروع میں لکھا کہ حرمت کی وجہ ذی روح کے چہرے کی ساخت ہے وہ جیسے مجسمے میں پائی جاتی ہے اسی طرح کاغذ اور کپڑے کی تصویر میں بھی پائی جاتی ہیں۔

نام نہاد عاشقانِ اعلیٰ حضرت شہزادہ اعلیٰ حضرت کی بھی سنئے شہزادہ اعلیٰ حضرت الشاہ مفتی مصطفیٰ رضا خان صاحب قادری برکاتی رضوی رحمۃ اللہ علیہ۔

اللہ اللہ کیا زمانہ ہے کسے آج یہ وہم کہ مسلمانوں کو سینما جیسی چیز کے حرام و گناہ ہونے میں شک ہوگا کسے خطرہ تھا کہ اس تماشہ کے جواز کا جواب انہیں نظر آئے گا یہ وہم جاگے گا کسے اندیشہ تھا کہ ایسے بدکام جسے خواص وعوام مطلقاً گناہ وحرام جانتے مانتے ہیں کبھی اسے اگرچہ اس میں کہیں کے خواص بھی مبتلا ہو جائیں جنہیں مبتلا سنیں ہی نہیں خود اپنی آنکھوں دیکھیں۔ جائز سمجھا جائے گا کسے یہ خیال تھا کہ کوئی بدلگام اس گانے بجانے اور تصاویر نچانے کا تماشہ دیکھنے دکھانے کو جائز سمجھے سمجھائے گا وہ بھی اس دلیل ذلیل سے کہ فلاں جگہ کے عوام ہی نہیں خواص بھی اس میں مبتلا بتائے جاتے ہیں کسے یہ گمان تھا کہ کوئی ادنیٰ سے دنیٰ سمجھوال بھی۔ شریعت کہیں کے مولوی کہلانے والے، حاکموں، بادشاہوں کے قول وفعل کا نام رکھے گا کہ وہ جو کہیں کریں جائز وحلال ہوگا کیسے ناجائز وحرام ہوگا۔

اب تک تو مسلمان یہی سمجھتے تھے کہ جاہل سے زیادہ عالم عوام سے زیادہ خواص پر ارتکاب گناہ سے اشد الزام ہوتا ہے، رذیل سے زیادہ شریعت ارتکاب گناہ پر مورد الزام مطعون وملام ہوا کرتا تھا یہ نہ جانتے تھے کہ اب زمانہ ایسا آگیا کہ لوگ مولوی کہلانے والوں اور بادشاہوں کے ایسے ناجائز قول وفعل کو سن کر بجائے اس کے کہ انہیں اشد ملزم سمجھیں ان پر اشد طعن کریں انہیں سخت مطعون ملام ٹھہرائیں ان کے اس

قول وفعل کو دلیل جواز بنالیں گے والعیاذ باللہ تعالیٰ وہ بھی ایسا نجس قول جس سے مسلمانوں کے دین کو ہنسی کھیل بنالینے والوں کی امداد واعانت ہو۔ حج مسلمانوں کے دین مقدس کا رکن ہے اس کا تماشا بنا دین کو ہنسی کھیل بنالینا نہیں تو کیا ہے۔

فانا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

سینما دیکھنا تو ویسے بھی حرام ہے اور حج فلم کا تماشا دیکھنا حرام درحرام اشد اخبث کام ہے حج فلم کے ساتھ راضی ہونا اپنے دین کو ہنسی کھیل بنالینے پر راضی ہونا ہے اس سے اخبث اور اشد نجس بدتر کام اور کیا ہوگا۔ گانے بجانے کی حرمت اور تصاویر کی ناجوازی کے متعلق اگر تفصیل دیکھنا ہو تو عطایا القدیر اور التحبیر رسائل اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ ملاحظہ کریں۔

بعض لوگ خوشامد میں بادشاہوں حاکموں کے سامنے ایسے ہو جاتے ہیں کہ وہ دن کو رات کہیں تو یہ بھی ان کی ہاں میں ہاں ملانا ضروری خیال کرتے ہیں جو وہ کریں ان کے خوشامد میں یہ بھی ویسا ہی کر گزرتے ہیں جنہیں فرمایا گیا:

الناس علیٰ دین ملوکھم بادشاہ کے دین کا لوگوں پر اثر ہوتا ہے لوگ بادشاہ کے دین کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں مگر یہ آج تک غالباً نہ ہوا تھا کہ محض ان کے قول وفعل کو دلیل جواز ٹھہرایا گیا ہو اور شریعت ان کے ہاتھ میں یا ان کے قول وفعل کے تابع سمجھی گئی ہو۔ اب جو نہ ہو کم ہے پھر اخباری اشتہاری پروپیگنڈا کیسے معلوم نہیں عرب ومصر کے علماء کا نام بدنام کیا جاتا ہے ہرگز علماء ایسی خبیث بات نہیں کہہ سکتے ہرگز ایسے شنیع امر سے راضی نہیں ہو سکتے ہرگز ایسے نجس کام کو پسند نہیں کر سکتے۔ علماء کو بدنام کرنے والے بدنام کنندۂ نکونام چند ہندوستان ہی میں نہیں ہیں ہر جگہ ہیں یہاں ہندوستان ہی میں دیکھو ایسے لوگ برساتی حشرات الارض کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ کیسے کیسے اجہل آج کل مولانا اور علامہ بنے ہوئے ہیں ہر ہینگ لگے نہ پھٹکری رنگ

چوکھا پہلے تو فریب دہی کو بڑے بڑے عمامے اور لانبے چوڑے جبے درکار ہوتے تھے۔اب تو چورن والوں کی طرح زبان کھول لی یا تھیٹروں میں نوکری کر لی اور وہاں سے تقریر میں کچھ مہارت اور گانے کی مشق پیدا کر لی اور مولانا ہوا اور بڑے سے بڑا مولانا ہونا ہوا تو جیل کی ہوا کھالی اور علامہ کی ڈگری کیلئے تو اتنا بھی نہیں گھر بیٹھے علامہ بن جاتا ہے اخباروں میں اوندھے سیدھے مضمون لکھے اور اپنے نام کے ساتھ علامہ کا لفظ خود ہی لکھ دے اپنے آدمی سے لکھوایا کرے۔ وہ چار آدمی ایسے بنائے جو علامہ علامہ کہا کریں ہندوستان بھر میں علامہ مشہور ہو جائے گا۔ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

اگر یہ واقعہ ہے کہ مصر کے کچھ لوگوں نے حج فلم کے ساتھ اظہار رضا کیا اسے جائز بتایا ہے تو وہ ایسے ہی مولانا اور ایسے ہی علامہ ہیں۔ ہرگز کسی عالم دین کی یہ ناپاک حرکت یہ نجس قول نہیں ہو سکتا۔ یہاں دلی کے ایک مشہور عام رسوا بین الخواص والعوام ہستی بھی تو سینما کی فلموں کو دیکھتی اور اس کی تعریفیں لکھتی اور چھاپتی ہے۔ایسے ہی مصر کے بعض عبدالدنیا والدراہم دین سے آزاد جاہلوں نے حج فلم کو پسند کیا اور دیکھا دکھایا ہوگا اور بالفرض اگر دنیا بھر کے خواص وعوام کسی ایسے حرام کا ارتکاب اور اسے پسند کریں تو کیا اس سے وہ حرام جائز ہو جائے گا ہرگز نہیں۔

لا واللہ ان الحکم الا اللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مصطفویہ،ص:۵۱۶شبیر برادرز)

جمہوریت

جمہوریت کا لغوی معنی اکثریت ہے اور جمہوری سلطنت اسے کہتے ہیں جہاں اکثریت کے منتخب کردہ نمائندگان کی حکومت ہو۔

جمہوریت کو انگریزی میں ڈیموکریسی اور عربی میں دیمقراطیسیہ کہا جاتا ہے۔

اصطلاحی معنی

۱-آزادی اکثریت ومساوات پسند نظریہ ونظامِ حکومت، یہ سیاسی معنی ہے۔

۲-آزادی اکثریت ومساوات پسند نظریہ ونظامِ زندگی، یہ اجتماعی معنی ہے۔

اس نظامِ سیاست ونظامِ حیات کی بنیاد تین چیزیں ہیں۔

۱-آزادی

یعنی حکومت سازی وحکومت رانی واجتماعی زندگی میں دین سے آزادی۔

۲-اکثریت

یعنی حکومت سازی اور قانون سازی اور شہری زندگی میں اکثریت کو معیار قرار دینا اور دین کو بالائے طاق رکھ دینا۔

۳-مساوات

دین وتقویٰ، عقل وعلم کے فرق کو مٹا دینا یہاں تک کہ نبی، غیر نبی کی رائے بھی برابر کر دینا۔

اس کے حصول کا ذریعہ الیکشن (ووٹ) ہے۔

ہماری دعویٰ

جمہوریت سراسر فریب وفساد، خلاف عقل وحکمت اور حرام بلکہ کفر وشرک ہے۔

دلائل حقہ

سراسر فریب ہونے پر دلیل نمبر 1

ووٹوں کے ذریعے ہمیشہ مالی، افرادی اور سیاسی اثر ورسوخ اور طاقت رکھنے والا طبقہ ہی حکومت قائم کرتا ہے پھر خوب فرعونیت جگاتا ہے کیونکہ ووٹروں کو ایسے طبقہ سے مکمل آزادی کبھی نہیں حاصل ہوسکتی آخر کار ووٹر کو ان سے معاشی لالچ ومحتاجی کے علاوہ تھانہ کچہری کا خوف بھی مسلسل ہوتا ہے اور جان ومال وعزت کی تباہی کا خطرہ بھی لاحق رہتا ہے وہ اگر معاشی محتاجی دور کرنے کیلئے ہاتھ پاؤں مارے بھی تو مذکورہ خوف وخطرات واقعیہ کی زنجیریں اس کی غلامی کی قید کیلئے کافی ہوجاتی ہیں اسی لئے عالمی شیطانی حکومت میں ہمیشہ سپر طاقتوں کو ویٹو پاور حاصل رہی ہے کسی کمزور ملک کو نہیں غرضیکہ

دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری

دلیل نمبر 2

علاقائی وملکی حکومتوں میں اگرچہ اکثریت کی کلیدی حیثیت نمایاں ہوتی ہے اور حل وعقد انہیں کے ہاتھ دکھائی دیتا ہے مگر عالمی حکومت میں جا کر یہی اکثریت کیوں دم توڑ جاتی ہے؟ وہاں جمہوریت، جمہوریت کی رٹ لگانے والے بے غیرت چند ویٹو طاقتوں کی قلت پر باقی ملکوں کی اکثریت کو کیوں قربان کر دیتے ہیں؟ معلوم ہوا جمہوریت کا خوشکن نعرہ بے وقوف قوم کیلئے دامِ فریب کے سوا کچھ نہیں یہ دو مختصر دلائل تو

اس کے سراسر فریب ہونے پر۔

اب ذرا فساد ہونے کی سنئے۔

دلیل اول

عزیز لڑتے ہیں آپس میں یہ ستم کیا ہے
خدا کی مار سے دوٹوں کی مار کم کیا ہے

(سید اکبر حسین الٰہ آبادی)

تمام دینی ودنیاوی، خونی اور قومی رشتے ناطے ٹوٹ جاتے ہیں۔

سینکڑوں قتل اور تنازعات پیدا ہو جاتے ہیں بے اندازہ مال ہواؤں اور حرامزادوں کے منہ میں چلا جاتا ہے، ہزاروں آبروئیں تارتار ہو جاتی ہیں۔ برسر منبر گالی گلوچ کا بازار خوب گرم ہوتا ہے یہاں تک کہ اسمبلی جو منتہائے الیکشن ہے میں دھینگا مشتی اور کفش زنی کا سہانا منظر پوری دنیا میں قوم کی عزت ووقار کو بلند کر رہا ہوتا ہے۔

دلیل ثانی

جتنا لگانا ہے اتنا کمانا ہے کی سوچ پر جمہوری جوئے باز خوب عمل پیرا ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں فضول بے کار مستقل بیوروکریسی عملہ کی مسلسل زیادتی کے بوجھ کے علاوہ ان خارجی افسروں کی دوہاتھا لوٹ مار اور ان کے عیاشانہ اخراجات قوم کو مہنگائی کی چکی میں پیس کر رکھ دیتے ہیں اور یوں قوم معاشی تنگیوں سے تنگ آ کر جرائم پیشہ بن جاتی ہے۔

جمہوری عوام کا دین تو ہوتا نہیں جیسے ہم آگے بیان کریں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) یوں دنیا بھی چلی جاتی ہے۔

نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

خلافِ فطرت

دلیل

اللہ تعالیٰ نے اپنے کارخانۂ فطرت میں فرق و امتیاز کا ایسا مبارک سلسلہ قائم فرمایا ہے کہ کائنات کی ہر جنس و ہر نوع میں فرق و امتیاز اور تفاوت نمایاں نظر آتا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو آخر یہ کائنات لیس کمثلہٖ شیءٌ (اس جیسی کوئی شئے نہیں) والی شان کے مالک جل وعلا کے اسماء وصفات کی تجلیات ہیں تو ہر تجلی کا دوسری سے مختلف ہونا ضروری ہے اسی لئے انسانوں کی شکلوں، رنگوں اور قد و قامت اور افکار و عقول میں ہی فرق موجود ہے۔

حتیٰ کہ اربوں انسانوں کے انگوٹھوں کے نشانات کو جمع کیا جائے تو ایک کا دوسرے سے ہم وزن اور ہم شکل آپ کو نہیں ملے گا۔ فطرت الٰہیہ نے تو اتنا امتیازات رکھے ہیں مگر معلون جمہوری ترازو میں مخلوق میں کوئی امتیاز نہ ہے۔

نبی اور غیر نبی برابر۔ مومن اور کافر برابر۔ نیک اور بد، عاقل و بے عقل، فاسق اور ولی اللہ برابر ہو گئے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

جب نظامِ کائنات میں فرق و امتیاز فطرتی و تخلیقی ہے تو انسانوں کو رائے اور عقل میں برابر کرنا سراسر فطرت الیہ کے خلاف ہوا اور فطرت الیہ کی خلاف ورزی نہ کرے گا مگر گمراہ اور بدتر از حیوانات۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے پلید اور پاک برابر نہیں اگرچہ تمہیں خبیثوں کی کثرت عجیب (اچھی) لگے تو اللہ سے ڈرتے رہو اے عقل والو تاکہ تم فلاح پاؤ۔'' (سورۃ المائدہ، آیت نمبر:100)

تفسیر بیضاوی شریف میں ہے:

حکم عام فی نفی المساوٰۃ عند اللہ سبحانہ' و تعالیٰ بین الردیٔ من الاشخاص والاعمال والاموال وجید ھارغب بہ فی مصالح العمل وحلال المال

خلافِ حکمت ہے

دلیل سابق سے خلافِ حکمت ہونا بھی معلوم ہوگیا کیونکہ حکمت ہے۔ایسا قول و فعل جوحق وحقیقت کے بالکل مطابق ہو جب انسانی عقلی مساوات خلافِ فطرت ہوتو خلافِ حقیقت ضرور ہوااور یہی ہمارا مدعا ہے۔

خلافِ عقل ہے

عقل انسانی اگرسلیم ہویعنی ہرنفسانی، شیطانی، ماحولیاتی خرابی سے پاک ہوتو یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوگی کہ لاکھوں بے عقلوں،نشیوں کی رائے ایک عقل والے کی رائے کے برابر کبھی نہیں ہوسکتی۔اسی لئے قلندر لاہوری نے فرمایا:

گریز از طرزِ جمہوری غلام پختہ کار شو
کہ از مغز دو صد خر فکر انسانے نمی آید

یعنی پختہ آدمی بنوطرزِ جمہوری سے دور ہو کیونکہ دوسوگدھوں کے مغز سے ایک انسان کی فکرو عقل حاصل نہیں ہوتی۔

لطیفہ

جانور جتنا بھوکا پیاسا ہو بھنگ وشراب کے قریب نہیں جاتا۔حالانکہ نشہ کے نقصان سے بھی بے خبر ہے اور جوانسان منشیات استعمال کرتا ہے خوب جانتا ہے کہ نشہ عقل جیسی عظیم نعمت میں فتور کا سبب ہے پھر بھی باز نہیں آتا تو معلوم ہوا کہ یہ انسان حیوانات سے بھی بدتر بن چکا ہے یعنی نشہ کی وجہ سے پھر جب دوسوگدھوں سے ایک

آدمی کی عقل حاصل نہیں کی جا سکتی تو ایک بے عقل نشئی ایک عقل والے کے برابر اور دو نشئی ایک عقل والے سے بہتر کیسے ہو گئے

بریں عقل و دانش بباید گریست

''اس عقل و دانش پر رونا چاہئے۔''

یہ ہے وہ عقل و شعور جو انگریزوں نے اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کے صلہ میں حاصل کیا ہے اور پھر اپنی وضع کردہ زہریلی نام نہاد تعلیم و تربیت کے ذریعے پوری دنیا میں تقسیم کی ہے اور مزید کر رہے ہیں سکولیوں کا مسٹر جناح جمہوریت پسندی کی وجہ سے نشئی کے برابر اور اگر نشئی دو (۲) ہو جائیں تو ان کا قائد اعظم ذلیل و رسوا ہو گیا (اللہ کرے اور زیادہ) اسی طرح ایک طرف سائنس دان عقل و دانش کے واحد مالک شمار ہوتے ہیں دوسری طرف جمہوریت کو مان کر خود اپنے اور اپنے اندھے پجاریوں کے ہاتھوں نشئیوں، بے عقلوں کے برابر ہو چکے ہیں۔

ہمارے بزرگوں نے سچ فرمایا ہے کہ دوزخ بے عقلوں کا ٹھکانہ ہے۔

نکتہ

کفر و عقل اور دلیل کبھی جمع نہیں ہو سکتے کافر کو عقل و شعور کا مالک وہی سمجھے گا جو خود کافر یا بے عقل ہو گا۔

قرآن مجید میں جگہ جگہ کفار و یہود و نصاریٰ کو جانوروں کی مانند یا بدتر و بے شعور و بے عقل فرمایا گیا ہے۔

اس کی تصدیق کی ایک واضح دلیل یہی رومی، یونانی اور فرنگی نظامِ جمہوریت ہے۔

مخالف شریعت اور موافق کفر ہونے پر دلیل

اسلام میں انسانوں کی درجہ بندی کی گئی ہے اور اس درجہ بندی کی بنیاد تقویٰ پرہیز گاری یعنی ایمان وعمل صالح کو قرار دیا گیا ہے۔ انبیاء ورسول میں سید الانبیاء علیہ السلام کو افضل واعلیٰ قرار دیا گیا ہے پھر باقی انبیاء ورسل علیہم السلام میں مراتب بندی کی گئی ہے۔

وعلی ھذا القیاس۔ جب مسلمان اور کفار کے موازنہ کی بات آئی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے کفار کو جانوروں سے بھی بدتر قرار دیا ہے اسی تفاوتِ مراتب اور تحفظ مدارج کے موضوع پر آیاتِ قرآنیہ دیکھیے۔

۱-اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ ؕ (حجرات، آیت:۱۳)

''بے شک تم میں سے (اللہ تعالیٰ) کے ہاں وہی زیادہ عزت والا ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے۔''

۲-قُلۡ لَّا یَسۡتَوِی الۡخَبِیۡثُ وَ الطَّیِّبُ وَ لَوۡ اَعۡجَبَکَ کَثۡرَۃُ الۡخَبِیۡثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰہَ یٰۤاُولِی الۡاَلۡبَابِ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۞

(سورۂ مائدہ، آیت:۱۰۰)

''فرما دیجیے اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) خبیث اور طیب برابر نہیں اگرچہ خبیثوں کی کثرت تجھے اچھی لگے تو اللہ سے ڈرتے رہو اے عقل والو! تاکہ تم فلاح پاؤ۔'' (تفسیر روح المعانی)

۳-الانعام آیات ۵۰ کا ترجمہ لکھیں۔

''فرما دیجیے کیا اندھا اور اکھیارا برابر ہیں (یعنی کافر ومومن) تو کیا تم سوچتے نہیں۔''

۴-الرعد

''فرما دیجئے کیا نابینا اور بینا برابر ہیں یا اندھیرے اور نور برابر ہیں۔''

یعنی کافر و مؤمن اور کفر و اسلام۔

۵-آیت ۲۸ سورۂ ص

''کیا ہم بنا دیں گے ایمان اور عمل صالح والوں کو زمین میں فساد کرنے والوں کی طرح یا ہم بنا دیں گے پرہیزگاروں کو بدکاروں کی طرح۔''

۶-آیت ۹ سورۂ زمر

''فرما دیجئے کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں۔''

۷-آیت ۳۶ سورۂ القلم

''تو کیا ہم مسلموں کو مجرموں کی مانند بنا دیں تمہیں کیا ہوا تم کیسے فیصلے کرتے ہو۔''

۸-آیت ۶، ۷، ۸ سورۂ بینہ

''بے شک جنہوں نے کفر کیا یعنی اہل کتاب و مشرکین جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے۔ وہی ساری مخلوق سے بدتر ہیں بلاشبہ وہ جنہوں نے ایمان اور عمل صالح کو جمع کیا وہی ساری مخلوق سے اچھے ہیں ان کی جزاء ان کے پروردگار کے ہاں جناتِ عدن ہے جس کے نیچے نہریں چلتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا وہ اس سے راضی ہوئے یہ سب کچھ اس کیلئے ہے جو اپنے رب سے تعظیم کے ساتھ ڈرتا ہے۔''

وغیرہ وغیرہ

مذکورہ ثابت شدہ تفاوت و فرق کو ختم کرنا سراسر کفر و زندقہ والحاد اور بے دینی ہے سیکولرازم اسی کی ایک شاخ ہے۔

جمہوریت میں، نبی، غیر نبی، کافر و مسلم

صاحب عقل و نشئی رائے میں برابر کر کے اسی تفاوت و امتیاز کو ختم کیا جاتا ہے

جس کا لازمی نتیجہ نبوت وغیر نبوت، کفر و اسلام، گمراہی و ہدایت اور عقل و بے عقلی کی برابری ہے۔

کیونکہ شریعت مطہرہ تفاوت قائم کرتی ہے اور تفاوت ہی پر قائم رہتی ہے جبکہ جمہوریت اسی کا عکس ہے۔ اسی لئے قلندر فرماتے ہیں:

جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

خیال رہے کہ علامہ کا مقصد جسمانی تولنا نہیں بلکہ روحانی اور شرعی تولنا ہے یعنی شریعت مطہرہ کے ترازو پر تولنا مراد ہے۔

لطیفہ

مجھے کسی نے کہا کہ میرا پیر بڑی شان والا ہے میں نے کہا کہ ووٹوں کو تسلیم کرتا ہے؟ کہنے لگا ''ہاں'' میں نے کہا: پھر وہ دیوث کے برابر ہے۔ کہنے لگا: وہ کیسے۔ میں نے کہا: وہ اس لئے کہ ووٹ دونوں کا برابر ہے۔

فتاویٰ بریلی شریف مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور پاکستان ص:۴۳۱ پر ہے۔

موجودہ جمہوریت اسلام کش ہے کہ اس کا معنیٰ سیکولر ازم ہے جو انگریزی ڈکشنری کے مطابق لادینیت ہے۔ یہ سراسر شرک ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مرآۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد: ۵ ص پر تحریر کرتے ہیں کہ مروجہ نظامِ جمہوریت اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔ الخ

جمہوریت شرک فی الطاعت ہے

کیونکہ جمہوریت میں اطاعت اکثریت کی ہوتی ہے جبکہ اسلام میں اطاعت اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی ہے تو جمہوریت شرک فی الطاعت ہے جو توحید فی الطاعۃ کے بالکلیہ منافی ہے۔

جمہوریت میں آئین ہوتا ہے جو اسمبلی تیار کرتی ہے جبکہ اسلام خدا تعالیٰ کا دین ہے اسمبلی کا آئین نہیں خیال رہے کہ مسلمانوں کو اسلام کی اتباع کا حکم ہے یعنی فقہائے اسلام کے پیش کردہ اسلام کو سمجھ کر خود کو اس کے پیچھے چلانا نہ کہ خواہش نفس کی اتباع کرنے کے بعد ہوائے نفس اور اسلام میں مطابقت پیدا کرنا۔ بلکہ اختراع کرتی ہے۔ اسمبلی قوانین شرعیہ کی اتباع نہیں کرتی۔

اسی لئے قلندر لاہوری فرماتے ہیں۔

تیری حریف ہے یا رب سیاست افرنگ
مگر ہیں اس کے پجاری فقط امیر و رئیس
بنایا ایک ہی ابلیس آگ سے تو نے
بنائے خاک سے اس نے دو صد ہزار ابلیس

خیال رہے کہ جمہوریت میں اکثر کا حکم اقلیت پر چلتا ہے۔ بادشاہت وملوکیت میں ایک کی من مانی ہوتی ہے جبکہ اسلام میں خلافت ہے جس میں سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کی بات نہیں چلتی۔

۱۔من قال فی القرآن برأیه فاصاب فقد اخطأ یعنی جس نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا اور درست کہا تو یقیناً اس نے خطا کی۔ سنن کبریٰ نسائی فی فضل القرآن مشکوٰۃ باب کتاب العلم، ابوداؤد فی العلم ترمذی فی التفسیر، دوسری حدیث شریف میں ہے: من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعده من النار۔ ترجمہ: جس نے قرآن میں بغیر علم کے کلام کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔ ترمذی فی التفسیر۔ مشکوٰۃ کتاب العلم: یعنی علم شریعت سیکھنے کے بعد اس کے مطابق قرآن پاک میں کلام کرنے کی اجازت ہے نہ کہ خواہش نفس کے مطابق بولنے کے بعد قرآن کی مطابقت تلاش کرنے کی۔ اسمبلی میں یہ صورت حال ہوتی ہے کہ یا تو اسلام پیر سر منافی قوانین وضع کئے جاتے ہیں یا کفار کے وضع کردہ قوانین کے مطابق معاذ اللہ اسلام کو

بنایا جاتا ہے یا بعض اوقات قوانین شیطانیہ کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کیا معاذ اللہ اسلام کے کوئی قوانین نہیں؟

مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہوں۔

(الجوابات السنية علی زهاء السوالات الليگيه)

مصنفہ: شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خان رضوی علیہ الرحمۃ اور تاج العلماء مولانا مفتی سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب قادری برکاتی مارہروی وسید العلماء والحکماء حافظ قاری حکیم سید آل مصطفیٰ صاحب قادری برکاتی مارہروی رحمۃ اللہ علیہم (تجانب اہلسنت عن اہل البدعۃ)

مصنفہ: مولانا مفتی محمد طیت صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ (فتویٰ)

سید ابوالبرکات شاہ صاحب حزب الاحناف لاہور

ملحقہ با جوابات سنیہ

(جہان مفتی اعظم)

مصنفین: مولانا مقبول احمد سالک مصباحی وغیرہ

سوال: اگر دیندار لوگ الیکشن نہ لڑیں گے تو بالکلیہ بے دینوں کا تسلط ہو جائے گا اور دین کی بات اسمبلی میں بالکل نہیں ہو سکے گی۔

جواب: اولاً گزارش ہے کہ جب دیندار الیکشن لڑتے ہیں تو وہ دیندار ہی نہیں رہتے کیونکہ ایک تو اکثریت حاصل کرنے کیلئے تمام مذکورہ بالا فرق وامتیاز کو مٹا کر ہر ایک کے ساتھ موافقت کرنی پڑتی ہے دوسرا ہر کافر بدمذہب کو حکومت سازی اور حکومت رانی کا برابر حق دار سمجھنا پڑتا ہے اس سے اسلام کی نفی ہوتی ہے جو سراسر کفر ہے۔

ثانیاً گزارش ہے کہ اسمبلی میں جب اکثریت پر ہر چیز کا دارومدار ہوتا ہے اور ہر

فیصلہ ووٹوں کی اکثریت پر ہوتا ہے تو وہاں کسی کے بولنے سے کیا فائدہ؟ جبکہ وہ اقلیت میں ہے وہ لاکھ شور وغل کرتا رہے کس نے سننا ہے؟ ہاں ایک فائدہ معکوسہ ضرور ہوتا ہے وہ یہ کہ دنیائے کفر اور بے دینوں میں اسلام اور اسلام والوں کی توہین، کمزوری اور بے وقعتی ضرور ظاہر ہوتی ہے جو کہ الیکشن نہ لڑنے کی صورت میں ہر گز نہ ہوگی۔

حقیقت یہ ہے کہ:

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

قلندر لاہوری فرماتے ہیں:

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے
الیکشن ممبری کونسل صدارت
بنائے ہیں خوب آزادی کے پھندے
میاں نجار بھی چھیلے گئے ساتھ
نہایت تیز ہیں یورپ کے رندے

سوال: اسلامی اور فرنگی جمہوریت میں کیا فرق ہے؟

جواب: فرق اول: اسلامی جمہوریت کیلئے شرط ہے کہ حکم خداوندی کے مقابلہ میں نہ ہو ورنہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ سب کا فر قرار پائیں گے اگر نیت مخالفت ہو۔

فرق ثانی

اسلامی جمہوریت میں شرط ہے ایمان وتقویٰ

فساق و فجار کی اکثریت بالکل بے حیثیت ہے لیکن خیال رہے کہ حقیقت میں اسلامی جمہوریت بھی وحدت کے تابع ہے کیونکہ تقویٰ واحد لاشریک کی طرف سے شرط ہے لہٰذا حقیقت میں واحد کا حکم کثیر پر ہوا تو اگر یوں کہا جائے کہ اسلام میں جمہوریت کا تصور ہرگز نہیں تو بھی بالکل درست ہوگا۔

ووٹوں کو جائز ماننا درحقیقت کفر و شرک اور بے دینی کی حکومت کو جائز ماننا ہے اور کفر و فسق جاہلیت کی حکومت کو جائز ماننا کفر ہے۔ نتیجہ نکلا ووٹوں کو جائز ماننا کفر ہے۔

پہلے مقدمہ کی دلیل اظہر من الشمس ہے کہ جب کفار و مشرکین اور مرتدوں بے دینوں کی رائے دہی کو حکومت سازی میں تسلیم کیا لیکن اکثریت کے ساتھ مشروط کر دیا تو ان کی حکومت کو پہلے تسلیم کیا۔

دوسرا مقدمہ یعنی حکومت کفر کو جائز ماننا کفر یہ بھی اہل ایمان پر ظاہر ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

آیت ۴۴ سورۃ مائدہ:

"جو لوگ خدا تعالیٰ کے اتارے پر فیصلہ نہیں کرتے وہی کافر ہیں۔"

تفسیر تاویلات اہل السنۃ امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ میں آیت مذکورہ کے تحت ہے۔

ھکذا من جحد بما انزل اللہ ولم یرہ حقافھو کافر

"جس نے اللہ تعالیٰ کے اتارے کا انکار کیا اور اسے حق نہ جانا تو وہ کافر ہے۔"

جرمن فلسفی تھیوڈور ہرزل (Theodor Herzl) جو صیہونیت کے بانیوں میں سے تھا، اس نے اپنی تصنیف "یہودی ریاست" میں جو اس نے ۱۸۹۶ء میں لکھی کہا تھا:

"دانشمندانہ اور معقول فیصلے پارلیمانی اداروں سے سرزد نہیں ہو سکتے۔ عوامی خواہشات کی صحیح نمائندگی اور ریاست کے حقوق و مفادات کی محافظ وہی شخصیتیں ہوتی ہیں جو تاریخی قوتوں کی پیداوار ہوں۔ حکمرانی کیلئے یہی شخصیتیں پیدا ہوتی ہیں، یہ کام عوام کا نہیں۔"

جرمن فلاسفر نیٹشے (Nietzche) کی عظیم تصنیف "یوں کہا زرتشت نے" کے چھٹے ایڈیشن مطبوعہ جارج ایلن اینڈ نون لمیٹڈ ۱۹۴۲ء کا دیباچہ ایک یہودی ڈاکٹر آسکر

لیوی نے جس میں اس نے یہودی کی ''جمہوریت'' کا یوں پول کھولا ہے:

''غریب اور امیر برابر ہوں، کمزور اور طاقتور برابر ہوں، جاہل اور عالم، ایک دوسرے کے مساوی ہوں۔ نہیں بلکہ جہلا امیروں، علماء اور طاقتوروں پر بھی سبقت لے جائیں۔ یہود نے عیسائیت کا لبادہ اوڑھ کر جمہوریت کا علم اٹھایا اور اپنے اخلاق سے دنیا کو مسخ کیا۔ سیاہ تہہ خانوں میں چھپ کر اس نے بڑی صفائی سے عظیم رومن ایمپائر کو پامال کیا۔ اس کے بعد اس نے دوسروں کو آڑے ہاتھوں لیا۔ دنیا میں یہودیت کے علاوہ ایسے اخلاقی نظام موجود ہیں جو مخزن حیات نہیں، جو دنیا کو باطل قرار نہیں دیتے۔ منو کی کتاب والے قدیم ہندو، روما اور یونان کی تہذیبیں، اسلام کی فتوحات اور اٹلی کی نشاۃ ثانیہ اس کی درخشاں مثالیں ہیں۔ انہوں نے ہماری طرح دنیا کو گداگر نہیں بنایا بلکہ اسے نعمتوں سے مالا مال کیا۔ ان کی قیادت صرف چند لوگوں کے ہاتھ میں تھی جو لاکھوں لوگوں کو ان کے مقام پر رکھتے تھے۔ ایتھنز، روم، غرناطہ اور فلورنس نے کہاں گندی نالیوں والے علاقوں میں پھرتے پھرتے دونوں کی بھیک مانگی تھی۔ ان کی پشت پر ایک عظیم اخلاق تھا جو عوام کو قول و فعل سے نیٹشے کے خدا کی طرح مطمئن کر سکتا تھا۔ مخلوق میں سے کون ہے جو بلا قیمت زندہ رہنا چاہتا ہے۔ ہم وہ ہیں جن کو زندگی نے خود ہمارے حوالے کیا ہے، ہم ہر لحظہ سوچتے ہیں کہ ہم نے اس احسان کے بدلے انسانیت کو کیا دیا ہے؟''

یہ تھے وہ لوگ جنہوں نے یورپ کو سیکولر ڈیموکریسی کے آگے جھکایا اور خود اپنے دین کے علمبردار بن کر یورپ کے ہر قدر، ہر عقیدے اور ہر مذہب سے بیگانہ کر کے اسے گمراہی اور جہالت کی پٹی پڑھائی اور ماڈرن ازم اور ترقی پسندی کے خالی خولی نعروں پر رضا مند کر دیا۔ یہودی از سر تا پا، مذہبی ہوتا ہے لیکن دوسروں کا مذہبی ہونا

اسے اس لئے گوارا نہیں ہے کہ اس سے ان کی کھال بچی رہتی ہے۔

اسلام کا تصور جمہوریت

اسلام ایک عالمگیر دین ہے جس کی منفرد اور جامع اقدار ہیں۔ یہ دین کسی ایک فرد، قبیلے، گاؤں، شہر یا ریاست کیلئے نہیں ہے، بلکہ تمام کائنات کیلئے ذریعہ نجات و راہنمائی ہے۔ اکثر مصنفین اسلامی سیاسی نظام کا مغربی تصور جمہوریت کے ساتھ موازنہ کرتے ہیں یا پھر اسلامی طرز حکومت کا اصل جمہوری طرز حکومت کو قرار دیتے ہیں۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسلامی نظام کے تمام تر اصول وضوابط قرآن میں تحریری شکل میں ملتے ہیں جبکہ ان اصول وضوابط کی عملی شکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہے۔ اس لئے اسلام نے جو طرز معاشرت متعارف کروایا ہے، وہ دنیا کے تمام نظاموں سے منفرد اور اپنی مثال آپ ہے۔ اس لئے اسلامی طرز حکومت کا مغربی تصور جمہوریت سے تقابل کرنا یا اسلامی نظام حکومت کو جمہوری قرار دینا اتنا صحیح معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ نہ تو قرآن میں اسلامی طرز حکومت یا سیاسی نظام کو جمہوریت کا نام دیا گیا، نہ بادشاہت کا بلکہ صرف اور صرف اسلامی نظام حکومت یا اسلامی طرز معاشرت یا اسلامی تہذیب وتمدن کے نام ہی تاریخی طور پر سامنے آئے ہیں۔ ویسے بھی اگر بغور دیکھا جائے تو اسلامی نظام حکومت کو اصلی جمہوریت کہنا زیادتی ہوگی، کیونکہ اسلام نے خلیفہ یا امام کے چناؤ کیلئے نہ صرف امام کی خصوصیات بتائی ہیں، بلکہ ووٹر یا سربراہ مملکت کا انتخاب کرنے والوں کی بھی خصوصیات بتائی ہیں۔ اسی طرح جمہوریت اکثریت کی حکومت ہے جبکہ اسلام میں اکثریت کی حکومت کا کوئی تصور نہیں ملتا، بلکہ صرف اللہ تعالیٰ جو کہ وحدہ لاشریک ہے، کی حکومت کا تصور ملتا ہے۔ اس لحاظ سے مغربی یا جدید جمہوریت میں عوام (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرتے

ہیں۔ اسی لئے اسلامی نظام حیات ایک منفرد نظام ہے۔ اس کو جمہوری نظام کہنا بالکل بھی ٹھیک معلوم نہیں ہوتا۔

دوسری دلیل اسلامی نظام کے منفرد ہونے کی یہ ہے کہ جمہوریت میں پارلیمنٹ میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ حزب اقتدار کا کام قوانین بنانا اور انہیں نافذ کرنا ہے جبکہ حزب اختلاف کا کام حزب اقتدار پر ہر حال میں تنقید کرنا ہے جبکہ اسلامی نظام میں نہ تو کوئی حزب اقتدار ہے اور نہ ہی حزب اختلاف، بلکہ مجلس شوریٰ کا ہر رکن حزب اقتدار اور حزب اختلاف ہے۔

اسلامی طرز حکومت میں سربراہ مملکت کو براہ راست پرکھنا ہر فرد کا فرض ہے اور اگر وہ راہ راست پر ہے تو اس کی اطاعت بھی ہر فرد پر فرض ہے۔ اختلاف کا جواز ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ جمہوریت نام کی چیز اسلامی طرز حکومت میں روز اول سے ہی موجود نہیں، بلکہ اسلامی طرز حکومت جمہوریت سے بھی بہتر اور اعلیٰ نظام حکومت ہے۔

تیسری بڑی دلیل اسلامی طرز حکومت کے جمہوری نہ ہونے کی کچھ اس طرح سے ہے کہ جمہوریت میں عالم اور ان پڑھ کا ووٹ ایک ہی وزن کا حامل ہے جو کہ فطرت کیخلاف بات ہے۔ مثلاً جدید ریاست میں بھی صدر یا وزیراعظم امور سلطنت کے سلسلے میں چپڑاسی یا کلرک سے مشورہ نہیں لیتا، بلکہ متعلقہ ماہرین سے ہی مشورہ لیتا ہے۔ اسی وجہ سے چپڑاسی، کلرک اور آفیسر کی تنخواہوں میں بھی تفاوت پائی جاتی ہے۔ ظاہر ہے ایک چپڑاسی قانون پر لیکچر نہیں دے سکتا۔ اس کیلئے ایک قانون دان ہی مناسب رہے گا۔ مختصر یہ کہ اسلامی سربراہ مملکت کو منتخب کرتے وقت ہمیشہ دیندار، ایماندار اور دانشمند لوگ آپس میں مشورہ کرتے ہیں، کیونکہ قرآن میں ارشاد ہے:

''علم والے اور جاہل برابر نہیں ہیں۔''

جبکہ جدید جمہوریت میں معاشرتی تفاوت کے باوجود عالم اور جاہل کا ووٹ

ایک ہی حیثیت کا حامل ہے۔ اسی پر اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا:

جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

اگر اسلامی نظام کو جمہوری قرار دیا جا سکتا ہے تو پھر اسلامی نظام کو اسلامی سوشلزم یا اسلامی کمیونزم بھی کہہ دینا چاہیے، کیونکہ سوشلزم میں بھی بہت سی اقدار اسلامی اقدار سے ملتی جلتی ہیں۔ اسی طرح کمیونزم کی بہت سی اقدار بھی اسلامی نظام سے ملتی جلتی ہیں۔ یہاں صرف یہ واضح کرنا ہے کہ دراصل اسلامی نظام جمہوری نہیں ہے۔ یہ صرف ایک اسلامی نظام ہے جس کی اپنی منفرد اقدار ہیں۔ مساوات، اخوت، رواداری اور قانون کی حاکمیت اپنی اصل حالت میں صرف اور صرف اسلامی نظام میں ہی دیکھی جا سکتی ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ اقدار ایک جمہوری نظام کی خصوصیات ہیں تو وہ احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں، کیونکہ یہ سب کہنے کی باتیں ہیں۔ عملی طور پر جدید ریاست میں نام نہاد کامیاب ترین جمہوریت برطانیہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔ کیا وہاں پر رواداری یا قانون کی حاکمیت اصلی حالت میں موجود ہے؟ کیا وہاں پر کئی سالوں پر محیط گورے اور کالے کا فرق نہیں پایا جاتا؟ مساوات کے اصولوں کی دھجیاں سب سے زیادہ برطانیہ میں ہی اڑائی جاتی ہیں۔ قصہ مختصر یہ کہ اسلامی نظام اپنے اندر ایک جامعیت رکھتا ہے جس کا اپنا ایک علیحدہ اور منفرد مقام ہے اور اس سے دوسرے نظاموں کی مشابہت ثابت کرنا بالکل بے کار ہے۔ اسلامی نظام حکومت ایک اپنا تہذیب و تمدن، بود و باش اور طرز معاشرت رکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نظام ہے اور غلطی اور ناانصافی سے پاک ہے۔ اس میں حاکمیت اللہ کی ہے اور انسان کو اس کا نائب بنا کر بھیجا گیا ہے، جو اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق فیصلہ کرنے پر مجبور ہے اور مشاورت میں دانشمند اور دیندار لوگوں سے ہی مشورہ کرنے کا پابند ہے۔ انسانوں میں برتری صرف اور صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔ معاشرتی رتبے کے لحاظ

سے کسی کو کسی پر برتری حاصل نہیں۔ رنگ ونسل کے اعتبار سے کوئی کسی سے اعلیٰ و برتر نہیں۔

اب کچھ مغربی مفکرین کی آراء پر بھی نظر ڈال لی جائے جس میں انہوں نے جمہوریت کی ریشہ دوانیوں پر بحث کی ہے۔

ماہر سیاسیات Burke کا کہنا ہے:

''اکثریت کے فیصلے کو تسلیم کرنا کوئی فطرت کا قانون نہیں ہے۔ کم تعداد بعض اوقات زیادہ مضبوط طاقت بھی ہوسکتی ہے اور اکثریت کی حرص کے مقابلے میں اس کے اندر زیادہ معقولیت بھی ہوسکتی ہے۔''

جمہوریت کی شرائط اور خوبیوں پر بحث کرتے ہوئے ماہرین کہتے ہیں:

''جمہوریتوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ یہ شرائط شاذ ونادر ہی پوری ہوئی ہیں، عملی اعتبار سے جمہوریت دراصل جہالت کی حکمرانی کا نام ہے۔ اس کی ساری توجہ کیفیت اور تعداد پر رہتی ہے، کیفیت پر نہیں۔ اس میں ووٹ گنے جاتے ہیں، انہیں تولا نہیں جاتا۔''

پس مذکورہ دلائل سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اسلام کا طرز حکومت نہ تو جمہوری ہے اور نہ ہی شخصی، وہ اپنی مثال آپ ہے اور لازوال ہے۔ جدید نظام اس کا مقابلہ کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے، بلکہ ان میں موجود چند ایک خوبیاں بھی اس نظام سے مستعار لی گئی ہیں۔ جدید نظاموں سے قطع نظر اسلامی طرز حکومت ہر سقم اور کمزوری سے یکسر پاک قابل عمل نظام ہے۔

(امور سیاست برائے جماعت بی اے، ص:۱۵۱تا۱۵۴)

بانی جماعت اسلامی مودودی کا نظریہ

''اصولی حیثیت سے یہ بات واضح طور پر سمجھ لیجئے کہ موجودہ زمانے میں جتنے جمہوری نظام بنے ہیں (جن کی شاخ ہندوستان کی موجودہ اسمبلیاں

بھی ہیں) وہ اس مفروضے پر مبنی ہیں کہ باشندگان ملک اپنے دنیوی معاملات کے متعلق تمدن، سیاست، معیشت، اخلاق اور معاشرت کے اصول خود وضع کرنے اور ان پر تفصیلی قوانین وضوابط بنانے کا حق رکھتے ہیں اور اس قانون سازی کیلئے رائے عامہ سے بالاتر کسی سند کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ نظریہ اسلام کے نظریے کے بالکل برعکس ہے۔ اسلام میں توحید کے عقیدہ کا لازمی جزو یہ ہے کہ لوگوں کا اور تمام دنیا کا مالک اور فرماں روا اللہ تعالیٰ ہے۔ ہدایت اور حکم دینا اس کا کام ہے اور لوگوں کا کام یہ ہے کہ اس کی ہدایت اور اس کے حکم سے اپنے لئے قانون زندگی اخذ کریں۔ نیز اگر اپنی آزادی رائے اختیار کریں بھی تو ان حدود کے اندر کریں جس میں خود اللہ تعالیٰ نے ان کو آزادی دی ہے۔ اس نظریے کی رو سے قانون کا ماخذ اور تمام معاملات زندگی میں مرجع اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت قرار پائی ہے اور اس نظریے سے ہٹ کر اول الذکر جمہوری نظریے کو قبول کرنا گویا عقیدہ توحید سے منحرف ہو جانا ہے۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ جو اسمبلیاں یا پارلیمنٹیں موجودہ زمانے کے جمہوری اصول پر مبنی ہیں، ان کی رکنیت حرام ہے اور ان کیلئے ووٹ دینا بھی حرام ہے کیونکہ ووٹ دینے کے معنی ہی یہ ہیں کہ ہم اپنی رائے سے کسی ایسے شخص کو منتخب کرتے ہیں جس کا کام موجودہ دستور کے تحت وہ قانون سازی کرنا ہے جو عقیدہ توحید کے سراسر منافی ہے۔ اگر علمائے کرام میں سے کوئی صاحب اس چیز کو حلال اور جائز سمجھتے ہیں تو ان سے اس کی دلیل دریافت کیجئے۔"

(رسائل ومسائل حصہ اول بعنوان سیاسی مسائل، ص: ۳۷۴-۳۷۵)

اسی کتاب کے ایک اور صفحہ پر مودودی فرماتے ہیں:

''ہمارے عقیدہ توحید کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ حاکمیت جمہور کی نہیں بلکہ خدا کی ہے اور آخری سند خدا کی کتاب کو مانا جائے اور قانون سازی جو کچھ بھی ہو کتاب الٰہی کے تحت نہ ہو کہ اس سے بے نیاز ہو کر۔ یہ ایک اصولی معاملہ ہے جس کا تعلق عین ہمارے ایمان اور ہمارے اساسی عقیدے سے ہے۔'' (رسائل و مسائل حصہ اول: ۴۲۴)

وہابیوں کو دعوتِ توحید

(یعنی اہل حدیث جماعت الدعوۃ، دیوبندیوں، احراریوں، جماعت اسلامی والوں، سپاہ صحابہ وغیرہم)

توحید کے دعویداروں کو ہم دعوت توحید دیتے ہیں کہ تمہارے اکابر نے بھی تسلیم و اقرار کیا ہے کہ جمہوریت شرک فی الطاعت یا انکار اطاعت کی وجہ سے مشرکانہ لادین نظام حکومت ہے۔ مگر پھر وہی تمہارے اکابر جمہوریت کو تسلیم کرتے رہتے آئے ہیں خود بھی شرک و کفر میں مبتلا رہے تمہیں بھی اس لعنت میں مبتلا رکھے ہوئے ہیں لہٰذا اگر تمہیں توحید مطلوب ہے تو فوراً ووٹ لینا دینا چھوڑ دیں۔

☆......☆☆......☆

لارڈ میکالے

جس طرح پہلے زمانے میں طاقتور اور بااثر لوگوں کو (یہود و نصاریٰ کی طرف سے) افیون کے پوست پلا کرست، پست ہمت اور بدعقل بنا دیا جاتا تھا، ہمارا نظام سلطنت (اپنی تعلیم اور قانون سے) اسی طرح اہل ہند کو بے کار کردے گا۔

(نقش حیات صفحہ:۱۶۴، حصہ نمبر:۱، از حکومت خود اختیاری)

امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ

کے جولائی ۱۹۵۱ء کے پالیسی بیان میں کہا گیا

پاکستان میں ہمارے اہداف (منصوبہ جات) کیلئے ایک خطرہ اور ہے جو روز کی طرح عیاں (ظاہر) نہیں۔ یہ جاگیرداروں کے رجعت پسند (اسلام پسند) گروہوں اور غیر تعلیم یافتہ مذہبی راہنماؤں کی طرف سے ہے جو موجودہ مغرب (یہود پسند) حکومت کی مخالفت کر رہے ہیں اور اسلام کے دقیانوسی اصولوں کی طرف واپس لوٹنا چاہتے ہیں۔ ان کی قوت کا سرچشمہ عوام کے مذہبی جذبات اور جاہل لوگوں کی طرف سے تغیر و تبدل کی مخالفت ہے اگر یہ غالب آگئے تو پاکستان ایک مذہبی ریاست بن جائے گا جو واضح طور پر مغرب (یہود) دشمن ہوگی۔ اس لئے ہمیں جمہوری دستور اور جدید تعلیم کیلئے موجودہ حکومت کی کوشش کی مکمل حمایت کرنا چاہیے۔ (پاک امریکہ تعلقات صفحہ ۱۳، از دستاویزات صفحہ ۶۴، خرم مراد منصورہ)